16/-

کُن کی کُنجی



تصنیف: ملک التحریر، مناظرِ اسلام، رئیس الفتاواہ

مفتی حافظ محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی (بہاولپور)

مکتبۂ اُویسیۂ رضویہ (سیرانی روڈ) بہاولپور پاکستان

منجانب: محمد شاہ بخاری ٹرسٹ کھادر کراچی فون ۲۰۲۳۲۳/ ۲۰۳۵۷۵

طباعت: داتا پرنٹرز فون: ۲۶۲۶۳۰۰

کُن کی کُنجی



تصنیف: ملک التحریر، مناظرِ اسلام، رئیس الفتاویٰ

مفتی حافظ محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی (بہاولپور)

مکتبہ اویسیہ رضویہ (ریلوے روڈ) بہاولپور پاکستان

منجانب: محمد شاہد بخاری ٹرسٹ کھارادر کراچی فون ۲۳۳۳۲ / ۲۰۴۸۵۹

طباعت: داتا پرنٹرز فون: ۲۶۲۶۳۰۰

نام کتاب : کن کی کنجی

مصنف : علامہ مفتی فیض احمد اویسی مدظلہ العالی

باہتمام : محمد شاہ بخاری ٹرسٹ

اشاعت اول : ذیقعد ۱۴۱۹ھ / مارچ ۱۹۹۹ء

کمپوزنگ : اسٹائلش کمپوزنگ، فون : 2638105

قیمت : 20 روپے

قیمت خرید ——— 16/ روپے

ملنے کا پتہ

۱۔ مکتبۃ المدینہ، شہید مسجد، کھارادر کراچی۔

۲۔ ضیاء الدین پبلشرز، شہید مسجد، کھارادر کراچی۔

۳۔ مکتبہ رضویہ گاڑی احاطہ، آرام باغ، کراچی۔

۴۔ مکتبہ غوثیہ، سبزی منڈی نمبر ۱، کراچی۔

۵۔ مکتبہ البصریٰ، چھوٹی گٹی حیدر آباد، کراچی۔

۶۔ مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ، ہوم اسٹیڈیم روڈ، حیدر آباد، سندھ۔

۷۔ مکتبہ اویسیہ رضویہ، سیرانی روڈ، بہاولپور۔

۸۔ قادری کتب خانہ، ۹۰ سیٹھی پلازہ چوک علامہ اقبال سیالکوٹ۔

۹۔ مکتبہ ضیائیہ بوہر بازار، راولپنڈی۔

فہرست و مضامین

سچی بات سکھاتے یہ ہیں

سچی بات سکھاتے یہ ہیں
سیدھی راہ چلاتے یہ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

ہلتی نیو جماتے یہ ہیں
ٹوٹی آس بندھاتے یہ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

جلتی جان بجھاتے یہ ہیں
روتی آنکھ ہنساتے یہ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

رب عزوجل ہے معطی یہ ہیں قاسم
رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

اس کی بخشش ان کا صدقہ
دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

اِنَّا اَعْطَیْنٰكَ الْکَوْثَر
ساری کثرت پاتے یہ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا
پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

نزعِ روح میں آسانی دیں
کلمہ یاد دلاتے یہ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

مرقد میں بندوں کو تھپک کے
میٹھی نیند سلاتے یہ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

باپ جہاں بیٹے سے بھاگے
لطف وہاں فرماتے یہ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

ماں جب اکلوتے کو چھوڑے
آ آ کہہ کے بلاتے یہ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

سلّم سلّم کی ڈھارس سے
پل سے پار چلاتے یہ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

اپنے بھرم سے ہم ہلکوں کا
پلّہ بھاری بناتے یہ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

اپنی بنی ہم آپ بگاڑیں
کون بنائے بناتے یہ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

رنگے بے رنگوں کا پردہ
دامن ڈھک کے چھپاتے یہ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

رافع نافع شافع دافع
کیا کیا رحمت لاتے یہ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

فیضِ جلیل خلیل سے پوچھو
آگ میں باغ لگاتے یہ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے
مالکِ کل کہلاتے یہ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

قصرِ دنیٰ تک کس کی رسائی
جاتے یہ ہیں آتے یہ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

کہہ دو رضا رحمۃ اللہ علیہ سے خوش ہو خوش رہ
مژدہ رضا کا سناتے یہ ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

الحمدللہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ الکریم الامین وعلی الہ واصحابہ اجمعین امابعد! بندگان خدا جب قرب الٰہی سے فائز المرام ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی تجلیات سے ان کی زبانیں کن کی کنجی کا درجہ رکھتی ہیں۔ ظاہر میں تو کلمہ بندے کی زبان پر ظاہر ہورہا ہوتا ہے لیکن درحقیقت وہاں قدرت ایزدی کا ظہور ہوتا ہے۔ جیسے حدیث شریف قدسی میں ہے جس کی مختصر تشریح آگے چل کر عرض کروں گا لیکن انبیاء واولیاء کے کمالات سے بیگانے لوگ کن کی تعبیر محبوبان خدا کے لئے سن کر غلط تصور میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ فقیر نے اس رسالہ میں اس کی تحقیق لکھی ہے۔

وما توفیقی الاباللہ وصلی اللہ علی حبیبہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

مقدمہ (ا) ان محبوبان خدا کے ارشادات ملاحظہ ہوں جو اس نعمت سے بہرہ ور ہونے والوں کے بارے میں تصریح فرماتے ہیں۔

(ا) سیدنا حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ قولہ جل وعلا فی بعض کتبہ یا ابن آدم انااللہ الذی لاالہ الا انا اقول لشیء کن فیکون (فتوح الغیب شریف مقالہ ۴۶ ص ۱۰۹ ابر بہجۃ الاسرار شرح فتوح الغیب ص ۸۷ مقالہ ن ۱۶، ۱۳)

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کی بعض کتابوں میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ اے ابن آدم! میں اللہ ہوں کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں کسی چیز کے لئے کن فرماتا ہوں تو وہ ہوجاتی ہے تو میرا فرمانبردار بن جا تجھے ایسا مقام عطا فرماؤں گا کہ تو جس شے کے لئے کہے گا کن ہوجا وہ ہوجائے گی۔

اس قول سے پہلے حضور غوث اعظم مقام فنا کا ذکر فرماتے ہیں کہ ' وھی حالۃ الفنآء التی ھی غایتہ احوال الاولیاء ولابدال ثمّ قدیرد الیہ التکوین فیکون جمیع مایحتاج الیہ باذن اللہ'' اس کے بعد وہی عبارت ہے جو میں نے رسالہ میں درج کی ہے۔ اس عبارت کا ترجمہ یہ ہے۔ اور یہی حالت فنا ہے جو اولیاء وابدال کی انتہاء ہے پھر انہیں

تکوین (کن کہنا) عطا ہو جاتا ہے تو پھر ان کو جس چیز کی بھی حاجت ہوتی وہ سب کچھ باذن اللہ ہو جاتا الخ"اویسی غفرلہ

انتباہ۔ انبیاء واولیاء علیہم السلام سے کن کا صدور اور اسی کے مطابق اشیاء کا ظہور بالمعنیٰ ہے کہ یہ حضرت اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر ہیں نہ یہ کہ وہ از خود تصرف کے مالک ہیں ہمارا عقیدہ ہے کہ زبان ان کی فرمان اس کا

(۲) حضرت سیدنا غوث اعظم اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہم فرماتے ہیں

"ثم یرد علیك التکوین بعد ازاں ردکردہ میشود برتو وسپردہ میشود بتوہست کردن پیدا گردانیدن کائنات و تصرف دادہ میشود تر اور عالم بروجہ کرامت و خرق عادت"

ترجمہ۔ اے بندے جب تو مقام فنائیت میں پہنچے گا تو تیرے پہ تکوین ردہ کی جائے گی یعنی فنائیت کے بعد موجود کرنا اور کائنات پیدا کرنا تیرے سپرد کر دیا جائے گا اور عالم میں تجھے تصرف کرنے کی طاقت دی جائے گی کرامت اور خرق عادت کے طور پر جہان میں تصرف کرے گا۔

(۳) رسالہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ میں ہے۔

الفقیر الذی لہ امر فی کل شی ء کن فیکون (شمائل الاتقیاء ص ۱۷)

ترجمہ۔ فقیر وہ ہے جسے ہر شے میں تصرف کی اجازت حاصل ہو یعنی جب وہ کسی شے کے متعلق کہے کن ہو جاوہ فوراً ہو جائے۔

(۴) شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز نے لکھا کہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

از عارف دھمچو کن است از پروردگار تعالیٰ و تقدس

(اشعۃ اللمعات ج ۲ ص ۲۲۶ جواہر البحار ج ۳ ص ۲۶۲ مطالع المسرات ص ۳۲۳)

یعنی عارف باللہ بسم اللہ کہہ کر کسی شے کے ہونے کا ارادہ کریں تو وہ شے ہو جائیگی اس لئے کہ بسم اللہ ایسے ہے جیسے اللہ تعالیٰ کسی شے کو کن کہہ کر ظاہر فرمائے۔ یہ بھی شان الٰہی کا اظہار ہے کہ عارف باللہ مظہر حق ہے۔

(۵) یہی شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فحینئذ یضاف الیک التکوین و خرق العادات پس چوں فانی شدی ازخودی وتماند جز فعل وارادت در تو نسبت کردہ میشود بسوئے تو پیدا کردن کائنات و پارہ کردن عادات یعنی متصرف میگرداند ترا درعلم بخوارق و کرامات" (شرح فتوح الغیب ص ۳۰)

یعنی جب تو فنافی اللہ کے مقام پر پہنچ گیااور خودی سے خالی ہو گیا فعل اور ارادہ کے سوا تجھ میں کچھ نہ رہاتو کائنات میں تصرف کرنے اور خرق عادات کو تیری طرف منسوب کیا جائے گا۔ یعنی اللہ تعالیٰ تجھے خوارق کے علم اور کرامات میں متصرف کردے گا۔

توضیح ضروری۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت انسان کو اپنا نائب و خلیفہ بنایا ہے۔ اس کا انکار ابلیس نے کیا تو ملعون ٹھہرا۔ اب بھی اگر کسی کو انکار ہے تو اس کا اپنا نقصان ہے۔ اس لئے کہ انسان جب کاملیت کے درجہ کو پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی نیابت و خلافت کے استحقاق پر اس سے وہی امور صادر ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ معجزات و کرامات کا ماننا فرض ہے تو معجزات و کرامات کیا ہیں وہی امور تو ہیں جو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے نائب اور خلیفہ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ الصلواۃ والسلام اور ولی کامل سے صادر ہوں۔ اس معنی پر کسی محبوب خدا کی زبان سے کلمہ کن صادر ہوااور وہ شے ہو گئی تو یہی کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اظہار اس کے بندے سے ہوا۔ وہ نبی ہیں تو اسے معجزہ کہا جائے گا اگر ولی اللہ ہیں تو کرامت کہلائے گی اسی کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمایا ہے۔

قُل لا ملکُ لنفسی نفعا و لا ضرا الا ماشاء اللہ (پ ۷)

اس آیہ مبارکہ کا ترجمہ اعلحضرت قدس سرہ العزیز نے یوں فرمایا۔ "تم فرماؤ میں اپنی جان کے بھلے برے کا خومختار نہیں مگر جو اللہ چاہے۔"

اس کی تفسیر میں حضرت صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمتہ نے فرمایا۔ "حضرت مترجم قدس سرہ العزیز نے فرمایا تھا۔ بھلائی جمع کرنا اور برائی نہ پہنچنا اسی کے اختیار میں ہو جو ذاتی قدرت رکھے اور ذاتی قدرت وہی رکھے گا جس کا علم بھی ذاتی ہو کیونکہ جس کی ایک صفت ذاتی ہے تو اس کے تمام صفات ذاتی تو معنی یہ ہوئے کہ اگر مجھے غیب کا علم ذاتی ہوتا تو قدرت بھی ذاتی ہوتی اور میں بھلائی جمع کرلیتا اور برائی نہ پہنچنے دیتا بھلائی سے مراد راحتیں اور کامیابیاں اور

دشمنوں پر غلبہ ہے اور برائیوں سے تنگی اور تکلیف اور دشمنوں پر کا غالب آنا مراد ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بھلائی سے مراد سرکشوں کا مطیع اور نافرمانوں کا فرمانبردار اور کافروں کا مومن کر لینا ہو اور برائی سے مراد بدبخت لوگوں کا دعوت کے باوجود محروم رہ جانا مراد ہو تو حاصل کلام یہ ہو گا کہ اگر میں نفع وضرر کا ذاتی اختیار رکھتا تو منافقین و کافرین کو مومن کر ڈالتا اور تمہاری کفری حالت دیکھنے کی مجھے تکلیف نہ پہنچتی۔"

فائدہ۔ اس آیت میں صاف اور واضح طور پر بتایا ہے کہ بندہ محبوب (نبی، ولی) جو کچھ کرتا ہے۔ وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ جس کا نام معجزہ یا کرامت ہے۔ ایسے کمالات و حالات کے اظہار پر نبوت کی توثیق و تائید ہوتی رہی۔ جس کا انکار کفر اور اقرار ایمان بن گیا لیکن بیچارہ ابلیس تو طوق لعنت پہن چکا اب یہ طوق لعنت اس سے نہ اترنے کو ہے اور نہ اللہ تعالیٰ اتارے گا۔ افسوس اس برادری پر ہے جو تا حال اس ضد میں ہے کہ نبی اور ولی کو کوئی اختیار نہیں نہ ذاتی طور پر نہ عطائے الٰہی سے پھر ان کی زبان کا کن کی کنجی ہونا تو دور کی بات ہے۔ اس برادری کا ایک حوالہ ملاحظہ ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دوسروں کے بارے میں نفع وضرر کا اختیار حاصل تھا اور نہ خود اپنی ذات بابرکات کے لئے جس پر ایک دلیل

"قل لا املك لنفسی" ہے یہ آیہ مبارکہ لکھ کر اعلحضرت فاضل بریلوی و صدرالافاضل قدس سرہما پر طنز کرتے ہوئے طنز کرتے ہوئے لکھا ہے کہ۔

"تو اس سے گلو خلاصی کے لئے خاں صاحب بریلوی اور ان کے شاگرد رشید مولوی، نعیم الدین صاحب نے یہ طریقہ اختراع اختیار کیا ہے کہ آیت کا معنی یوں کر ڈالا کہ میں از خود اختیار نہیں رکھتا اور ذاتی قدرت نہیں رکھتا۔ لہذا لفظ از خود اور ذاتی کی قید اپنی طرف سے لگا کر آیت کے قطعی معنی کے جواب سے عہدہ بر آہونا چاہتے ہیں۔ (تنقید متین ص ۲۱۵)

فائدہ۔ ہماری پیش کردہ آیت مع تفسیر پر ابلیس کے منشور کے مویدین نے اعتراض اٹھایا ہے۔ فقیر یہاں ان کی تردید اور اپنی تائید میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا ہے کہ آخر قرآن و حدیث حضرت صحابہ کرام، تابعین عظام اور آئمہ دین و بزرگان صالحین کے سامنے بھی تھے۔ ان کا جو مطلب و معنی اور جو تفسیر و مراد انہوں نے سمجھی وہی حق اور صواب ہے۔ باقی غلط و باطل پس عوام کا یہ کام ہے کہ ہر باطل پرست اور خواہش زدہ سے سوال کریں کہ فلاں آیت اور فلاں حدیث کی جو

مراد تم بیان کر رہے ہو آیا یہ سلف صالحین سے ثابت ہے اگر ہے تو صحیح اور صریح حوالہ پیش کرو۔ "چشم ماروشن دل ماشاد" ورنہ یہ مراد جو تم بیان کر رہے ہو اس قابل ہے کہ اسے تم اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں۔

عطائے خدا کا ثبوت۔ فقیر اس مضمون کو طول نہیں دیا ن چاہتا اہل فہم کے لئے صرف ایک آیت پر اکتفا کرتا ہے جس میں واضح الفاظ سے عطائی اختیار الانبیاء والاولیاء کا ثبوت ہے۔ سبکو معلوم ہے کہ سیدنا سلیمان علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام وہ نبی تھے جنہوں نے دینوی امور کی سلطنت بعطائے الٰہی چلائی اور خوب چلائی اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ فسخرنا له الريح تجری بامره رخاء حيث اصاب ○ والشيطين كل بناء وغواص واخرين مقرنين فی الاصفاد هذا عطائونا فامنن او امسك بغير حساب (پ ۲۳ سورہ ص آیت ۳۶ تا ۳۹)

ترجمہ۔ تابع کر دی ہم نے اس کے لئے ہوا تو وہ اس کے حکم سے نرم نرم چلتی جہاں وہ چاہتے اور شیاطین بھی تابع کر دیئے اور معمار اور غوطہ زن اور دوسرے اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے یہ ہماری عطاء ہے اب تو چاہے تو احسان کر یا روک رکھ تجھ پر کوئی حساب نہیں۔

فائدہ۔ ان آیات مبارکہ سے ثابت ہوا کہ امور خلاف عادات (یعنی معجزات) نبوت کے تابع ہوتے ہیں اور نبوت کے حکم سے تکمیل پاتے ہیں اور معجزات میں نبوت کی چاہت کو دخل ہے یعنی نبوت کو معجزات پر قدرت حاصل ہے اور معجزات میں نبی کے ارادہ کو دخل ہے اور نبوت اظہار معجزات میں مختار ہے۔

ھذا عطائنا۔ میں تصریح فرما دی کہ ان حضرات کو ایسے تصرفات پر قدرت ہماری عطا ہے جو ان کا انکار کرے وہ قرآن کریم کی تصریحات کا منکر ہے

قاعدہ۔ قرآنی آیات میں غیر اللہ کی قدرت و اختیار کی نفی سے قدرت ذاتی اور مستقل قدرت کی نفی مراد ہوتی ہے۔ چنانچہ تمام تفاسیر میں یہی قاعدہ موجود ہے حضرت امام فخر الدین رازی علیہ الرحمتہ تفسیر کبیر ص ۳۳۱ ج ۴ میں فرماتے ہیں۔

"والقدرة الكاملة والعلم المحيط ليس الا لله تعالى"

قدرت کاملہ اور علم محیط نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کے لئے۔

فائدہ۔ اہل فہم پر روشن ہے کہ قدرت کاملہ وہی ہے جس میں کسی وجہ سے نقص راہ نہ پا سکے

یعنی جو قدرت قدیم ہو ممتنع الزوال ہو، مستقل ہو اور اسی کو قدرت ذاتیہ سے تعبیر کرتے ہیں اور علم محیط وہ علم ہے جو معلومات غیر متناہیہ کو شامل ہو قدیم مستقل ہو اور اس کو علم ذاتی سے تعبیر کرتے ہیں یہی کیفیت اختیار و تصرف کی ہے ایسے فرق بین کے باوجود کسی کو نبی وولی کا تصرف واختیار شرک نظر آتا ہے تو وہ اپنی کم علمی پر ماتم کرے۔

ثبوت اختیار از نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث شریف میں ہے۔

"عن العباس بن عبدالمطلب انه قال یارسول الله صلی الله علیه وسلم هل نفعت ابا طالب بشیء فانه کان یحوطد و تعصب لك قال رسول الله صلی الله علیه وسلم نعم هو فی فجضاح من نار ولولا انا لکان فی الدرك الا سفل من النار"

عباس بن عبد المطلب سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا آپ نے ابو طالب کو کچھ نفع دیا۔ وہ آپ کی رعایت کرتے تھے آپ کے لئے غضب ناک ہوتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں میں نے اسے نفع دیا ہے۔ اب صرف اس کی ایڑیاں آگ میں ہیں اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ دوزخ کے سب سے آخری طبقہ میں ہوتے۔

فائدہ۔ ہم مخالفین سے پوچھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طالب کو نفع دیا؟ یہ نفع ذاتی ہے یا عطائی؟ شق اول خود شرک ہے اور شق ثانی ہمارے دعویٰ کی دلیل ہے۔ مشکوٰۃ شریف ص ۲۲۸ پر ہے۔

عن عابس بن ربیعه قال رایت عمر یقبل الحجر ویقول انی الا علی انك حجر ما تنفع ولا تضر (الحدیث) عابس بن ربیعہ سے مروی ہے انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ حجر اسود کو بوسہ دے رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے اور نہ نفع دیتا ہے اور نہ نقصان یعنی وہ پتھر کسی کو ذاتی طور پر نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

فائدہ۔ حضرت ملا علی قاری لاتضر کے تحت فرماتے ہیں۔ ای فی الذات (مرقات ص ۳۲۵ ج ۵) یعنی ذاتی طور پر۔

انتباہ۔ غور فرمائیے کہ اگر ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نفع ذاتی کی نفی کر کے عطائی

نفع ثابت کریں تو بگڑ جاتے ہیں اور ملا علی قاری اس عبارت میں پتھر کے لئے عطائی نفع ثابت کر رہے ہیں تو ان پر کوئی اعتراض نہیں افسوس ہے کہ یہ لوگ بے جان پتھر کے لئے نفع مان سکتے ہیں اور کائنات کے محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ فضیلت مخالفین کی نگاہوں میں کھٹکتی ہے۔

حجر اسود کا نفع وضرر۔ مخالفین حدیث مذکور کا غلط مفہوم بیان کر کے دھوکہ دیتے ہیں فقیر ان کے دھوکہ کا ازالہ کرتا ہے مثلاً وہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صاف فرمایا کہ اے پتھر تو نفع دیتا ہے نہ نقصان۔

جواب نمبر ۱) مخالفین سے ہم سے پوچھتے ہیں کہ اگر حجر اسود نفع بخش ہوتا تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم امت کے لئے اسے بوسہ کیوں دیتے اور اگر بالفرض پہلے اس میں نفع نہیں تھا تو کیا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بوسہ دینے پر اور اس پر دست مبارک رکھنے کے بعد بھی وہ نفع سے خالی رہ گیا؟ ہر گز نہیں حجر اسود کا یہ کس قدر نفع ہے کہ وہ بوسہ دینے والوں کو اپنے وجود پر حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک اور دست مبارک رکھنے کا فیضان مسلسل سرکار کی امت میں تقسیم کر رہا ہے۔

جواب نمبر ۲) چونکہ کچھ عرصہ پہلے لوگ پتھروں کی عبادت کرتے تھے اور انہیں سے نفع و نقصان کی توقع رکھتے تھے اس لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے واضح فرمایا کہ حجر اسود کے متعلق مسلمانوں کا اعتقاد و انداز مشرکین کے برعکس ہے۔ اس لئے کہ حجر اسود نہ معبود ہے نہ اذن الٰہی کے بغیر از خود نفع و نقصان دے سکتا ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ازروئے اسلام باذن الٰہی حجر اسود کے نفع و ضرر کا انکار نہیں کیا۔ بنابریں عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں لا تضر ولا تنفع کی شرح الا باذنہ کے ساتھ کی ہے یعنی اذن الٰہی کے بغیر نفع و ضرر نہیں دے سکتا۔ ہاں اذن الٰہی اور عطاء خداوندی سے نفع و ضرر کی صلاحیت رکھتا ہے۔ جیسا کہ پتھر ہونے کے باوجود وہ سنتا بھی ہے جس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ کا اسے خطاب فرمانا دلیل ہے اگر وہ سن نہیں سکتا اور اس میں فہم و شعور نہیں تو پھر اس سے کلام و خطاب کرنے کا کیا مطلب؟

جواب نمبر ۳) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ظاہری الفاظ کی اشتباہ کی بنا پر اسی وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان فرما کر اس مضمون کو مکمل فرما دیا تھا۔ چنانچہ مولانا عبدالحی لکھنوی نے مقدمہ ہدایہ کتاب الحج کے ابواب میں اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے تفہیمات الٰہیہ ج ۲

ص ۱۰٦ میں علامہ علی الحلبی رحمتہ اللہ تعالے نے سیرت حلبیہ (ج ا ص ۱۵۲) میں "اطائف الطیف نے فقل مکہ میں اور مولوی وحید الزماں اہل حدیث نے حاشیہ تیسنسیر الباری ص نمبر ۱۴۷ ج ۲ میں بروایت حاکم نقل کیا ہے کہ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے امیر المومنین (عمر فاروق رضی اللہ عنہ) یہ نفع و نقصان دے سکتا ہے۔ قیامت کے دن اس کی آنکھیں ہوں گی اور زبان اور ہونٹ اور یہ گواہی دے گا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سن کر فرمایا اے ابو الحسن جہاں تم نہ ہو وہاں اللہ مجھ کو نہ رکھے۔ مولوی عبدالحی لکھنوی نے یہ تمام واقعہ مقدمتہ الھدایۃ کے باب الحج میں نقل کیا ہے۔ اسی درسی کتاب کے مقدمہ میں یہ واقعہ پڑھ سکتے ہیں۔ تفصیل و تحقیق فقیر کے رسالہ "التجر یر المسجد" میں دیکھیے۔

کرامات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین۔ صحابہ کرام علیھم الرضوان کی قدرت بھی عطا کردہ تھی۔ انہوں نے جو کچھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نفع حاصل کیا۔ وہ سب اس عطائی قدرت کا ثمرہ تھا۔ یہ کس نے کہا ہے کہ عطائی قدرت سے نفع حاصل نہیں ہو سکتا۔ ہاں عطائی قدرت کے بغیر ذاتی طور پر کچھ نہیں ہو سکتا اور یہ بالکل واضح ہے۔

حدیث قدسی "کنت سمع الذی" میں ایک جملہ والسانہ الذی یتکلم بہ" (لمعات) بھی ہے یعنی زبان بندے کی اور اس سے بولنے والا خود اللہ تعالے ہے۔ اس جملے کے بعد اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا اولیائے کرام کو زباں یا کن کی کنجی کہا جائے تو عین مراد ہے۔ اس کی مزید تحقیق فقیر کے رسالہ "فنا و بقا" میں پڑھیے۔

مراد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا بھی اس طرف اشارہ ملتا ہے کہ آپ کی زبان مبارک سے صادر شدہ فرمان کن کی زبان ہے۔ چنانچہ سیدنا علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی نے سوال کیا۔ یارسول اللہ کیا حج ہر سال فرض ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں اس کے بعد فرمایا۔ لو قلت نعم لوجبت اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال فرض ہو جاتا۔ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، دارمی، احمد)

فائدہ۔ اس میں غور فرمایئے کہ حضور سرور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی زبان مبارک کے کن کی کنجی ہونے پر کیسی توثیق فرمائی کہ نعم کہہ دیتا تو ہر سال حج فرض ہوتا

عقیدہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ بفضلہ تعالیٰ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہی عقیدہ تھا کہ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کن کی کنجی تھی۔ یہاں صرف ایک روایت پر اکتفاء کرتا ہوں۔ وہ حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ ہے جسے امام بخاری وامام مسلم کے علاوہ متعدد محدثین نے اپنی تصانیف میں بیان فرمایا ہے۔ مثلاً طبقات ابن سعد وسیرت ابن ہشام وبدایہ ونہایہ لابن کثیر وابن ہشام وغیرہ میں روایت تفصیل سے مذکور ہے۔

حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خیبر کی جنگ کی طرف تشریف لے جاتے ہوئے حضرت عامر بن اکوع سے فرمایا اے ابن اکوع اونٹ سے نیچے اترو اور حدی خوانی کرو۔ (کیونکہ اونٹ حدی خوانی سے تیز تیز چلتے ہیں) وہ اترے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں حدی خوانی کرنے لگے اور ترنم سے یہ شعر پڑھنے لگے۔

واللہ لولا اللہ ما اھتدینا
ولا تصدقنا ولا اصلینا انا
اذا قوم بغوا علینا
وان ارادو فتنۃ ابینا
فانزلن سکینۃ علینا
وثبت الاقدام ان لاقینا

ترجمہ۔ خدا کی قسم اگر اللہ کا فضل نہ ہوتا اور یا رسول اللہ آپ تشریف نہ لاتے تو ہم کہاں صدقہ دیتے اور کہاں نمازیں پڑھتے۔ اب جب کوئی قوم ہمارے خلاف بغاوت کرے گی یا ہم سے لڑے گی تو ہم ان سے نمٹ لیں گے۔ ”تو اے اللہ کے رسول ہم پر“ خدا سے دعا کر کے سکونت و طمانیت اتاریں اور اگر ہم دشمن سے جنگ کریں تو ہمیں ثابت قدم رکھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن اکوع سے فرمایا یرحمک اللہ۔ اے ابن اکوع خدا تجھ پر رحم کرے۔ آپ جس کے بارے میں یہ فرماتے وہ اس جنگ میں شہید ہو جاتا۔ اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی وجبت واللہ یارسول اللہ لو امتعتنا بہ خدا کی قسم! اس کے لئے شہادت واجب ہو گئی۔ اے اللہ کے رسول کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ ہمیں ابن اکوع سے مزید فائدہ اٹھانے دیتے۔ یعنی انہیں زندہ رہنے دیتے۔ چنانچہ یوں ہی ہوا کہ ابن اکوع خیبر کے روز شہید ہو گئے۔

واقعہ یوں ہے کہ ان کی اپنی تلوار جس سے وہ دشمن کو مارنے لگے تھے پلٹ کر خود انہیں لگ گئی جس سے وہ شدید زخمی ہو گئے اور اسی سے وہ جاں بحق ہو گئے۔ مسلمان ان کے بارے میں شک میں مبتلا ہونے لگے اور کہنے لگے کہ یہ کیسے شہید ہو سکتے ہیں یہ تو اپنی تلوار سے قتل ہوئے ہیں۔ حتی کہ عامر بن اکوع کے بھتیجے مسلمہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صورت حال عرض کی اور ان کی شہادت کے بارے میں سوال کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ انہ لشھید بلاشبہ وہ شہید ہیں آپ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور سب مسلمانوں نے آپ کے پیچھے ان کی نماز جنازہ میں شمولیت کی۔

فوائد۔ اس صحیح روایت سے متعدد مسائل و عقائد کا حل ہے مثلاً آپ نے حضرت عامر بن اکوع سے اشعار سن کر دعا فرمائی لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً کہہ دیا کہ حضور آپ ان کو کئی دن زندہ رہنے دیتے آپ نے تو ان پر جنت واجب کر دی۔ یہ اس لئے کہا کہ صحابہ کرام بارہا تجربہ کر چکے تھے کہ آپ جس کے بارے میں یہ دعا فرماتے وہ لازماً شہید ہو جاتا۔ یہی ''کن کی کنجی'' والا عقیدہ ہے کہ تیرے منہ سے جو بات نکلی وہ ہو کے رہی۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر امتی کا انجام جانتے ہیں نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ نعت رسول، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے

صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ الف الف مرۃ اجمعین

باب ۱

دراصل یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے چنانچہ فرمایا "انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون (یٰسین ۸۲) اس کا تو کام یہی ہے کہ جب کسی چیز کو چاہے تو اس سے فرمائے ہو جاوہ فوراً ہو جاتی ہے۔

اہل علم جانتے ہیں کہ یہاں کن فرمانے سے ارادہ خلق کا اشیاء سے تعلق مراد ہے نہ کہ محض کاف نون فرمانا یا کسی سے خطاب فرمانا۔ جیسا کہ منکرین کمالات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھا اور اسی بے سمجھی سے اعتراض اٹھایا کہ اگر سب چیزیں کن سے بنیں تو کن کس سے بنا اور بناتے وقت کن کس سے فرمایا اور کس نے سنا یہ اعتراض محاورہ عرب نہ جاننے کی وجہ سے ہے ورنہ اصل عقیدہ یہ ہے کہ رب کا ارادہ قدیم ہے مگر تعلق حادث اور نوپید جیسے سورج کا نور پہلے سے ہے مگر ہمارا دھوپ لینا آج ہوا چونکہ انبیاء اولیاء اللہ تعالیٰ کے مظاہر اور اس کی صفات سے متصف ہیں اسی لئے ان کا کن کہنا مظہریت کی بنا پر ہے اور اس قاعدہ سے مخالفین بھی انکار نہیں کر سکتے دوسرا یہ کہ ان کا کن کہنا اللہ تعالے کی تقدیر بدلنا ہے اور یہ بھی مسلم ہے کہ ؎

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

تو جو دلائل تقدیر بدلنے اور اختیار انبیاء اولیاء کے متعلق ہیں وہی یہاں جاری ہوں گے۔ ہم یہاں وہ روایات نقل کرتے ہیں جن میں صراحۃً لفظ کن وارد ہے اور حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خود استعمال فرمایا۔ یا ایسا معجزہ فرمایا جس کا تکوین سے تعلق ہے۔ اس کی بھی یہی تقریر ہوگی کہ تخلیق اللہ تعالیٰ کا فعل ہے اور اظہار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسے ہی اولیاء کرام و دیگر انبیاء کرام علیہم السلام

(۱) حضرت امام ابن سعد سیدنا عمر ابن میمون سے روای ہیں کہ کفار نے حضرت عمار بن یاسر کو آگ میں ڈالا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہاں سے گزر ہوا آپ ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے اور یوں فرماتے۔ یانار کونی بردا وسلاماً علی عمار کما کنت علی ابرھیم. اے آگ عمار

پر ایسی ٹھنڈی اور سلامتی والا ہو جا جیسے ابراہیم علیہ السلام پر ہوئی تھی۔ (خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۸۰ زرقانی ص ۱۹۳ ج ۵ ابن سعد کنز العمال)

فائدہ۔ اس روایت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کن کا جلوہ دکھایا اور وہی فرمایا جو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ کے لئے فرمایا تھا۔

(۲) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حکم بن ابی العاص حضور بے عیب مجبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب گفتگو فرماتے تو حکم ابن العاص اپنا چہرہ بگاڑتا ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا۔

کن کذٰلک فلم یزل یختلج حتّٰی مات

(اخرجه الحاکم وصححه والبیهقی والطبرانی خصائص ج ۲ ص ۷۹)

ترجمہ۔ "ایسے ہی ہو جا" تو مرتے دم تک اس کا چہرہ بگڑا رہا۔

فائدہ۔ یہاں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لفظ کن استعمال فرمایا اور ویسے ہوا جیسے آپ نے فرمایا۔

(۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ دیا ایک مرد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے شکل بگاڑ کر آپ کی نقلیں اتارنے لگا۔ مظہر خدا نبی مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کن کذٰلک ایسا ہی ہو جا۔

تو وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا تو اس کو اس کے گھر اٹھالے گئے۔ دو ماہ تک وہ بے ہوش رہا پھر جب اسے بے ہوشی سے افاقہ ہوا تو اس کا منہ ویسے ہی بگڑا ہوا تھا جیسا کہ نقل کے وقت تھا۔

(اخرجه البیهقی خصائص کبریٰ ج ۲ ۷۹)

(۴) حکم بن عماص نے بطور استہزاء حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چلنے کی نقل اتاری تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مالک کن نے فرمایا۔ کن کذٰلک فکان یرتعش حتّٰی مات تو مرتے دم تک اس کو رعشہ رہا۔ خصائص کبرٰی ج ۲ ص ۷۹ جواہر البحار ج ۲ ص ۱۹ طبرانی بیہقی رحمتہ اللہ علیہ۔

فائدہ یہ پہلے واقعہ کے علاوہ ہے۔ وہاں گفتگو کی نقل کا بیان ہے یہاں رفتار کی نقل کا ذکر ہے۔ پہلی سزا کے بعد اسے یہ دوسری سزا ملی لیکن کفار مشرکین ضد کے پکے تھے کہ معجزات پر یقین

ہونے کے باوجود پھر بھی انکار کرتے تھے جیسا کہ آج کل منکرین کمالات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال ہے۔

(۵) حضرت مولانا رومی قدس سرہ مثنوی شریف میں ایک حکایت لکھتے ہیں کہ ایک گستاخ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کا تمسخر اڑا کر منہ ٹیڑھا کر کے حضور کا نام لیا جس وقت اس نے منہ ٹیڑھا کر کے نام پاک لیا۔ اسی وقت اس کا منہ ویسے کا ویسا ہی رہ گیا۔ لاکھ کوشش کی مگر منہ سیدھا نہ ہوا۔ یہ صورت دیکھ کر ناچار وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے مصطفیٰ مجھ سے سخت گستاخی ہوئی میں اپنے اس فعل پر نادم ہوں کہ آپ کی گستاخی کی آپ رحمتہ للعالمین ہیں میں بصدق دل توبہ کرتا ہوں لہذا میری خطا معاف فرمائیے چنانچہ مولانا قدس سرہ نے فرمایا۔

آں دہن کژ کرد از تمسخر خواند
نام احمد را دہانش کژ مماند
باز آمد کامے محمد عفو کن
اے نزا الطاف علم کدن
من ترا افسوس میکردم از جہل
من بدم افسوس را منسوب و اہل
رحمت فرمود سید عفو کرد
بس زجرات توبہ کرد آن روئے زرد

ترجمہ۔ ☆ وہ جو حضور علیہ السلام کے اسم گرامی کو تمسخر کے طور پر ٹیڑھا کر کے لیتا تھا۔ اس کا منہ ٹیڑے کا ٹیڑھا رہے گا۔

☆ توبہ کر کے عرض کی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے معاف کیجئے۔ آپ کو علم لدن سے بے شمار الطاف عطا ہوئے ہیں۔

☆ میں نے جہالت کی وجہ سے آپ کے ساتھ تمسخر کیا ہے۔ حق یہ ہے کہ اس کا میں حق دار تھا۔

☆ حضور سیدنا عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر رحم فرما کر اسے معافی دیدی۔

فائدہ۔ شراح مثنوی لکھتے ہیں کہ یہ شخص ابو جہل تھا۔ اس تقریر پر یہ سابق قصوں کے

علاوہ ہے اور واقعی ابو جہل کی عادت کے مطابق ہے کہ وہ غلطی کر کے کبھی کبھی معافی مانگ لیتا تھا لیکن اپنی عادت بدلنے سے باز بھی نہیں آتا تھا۔

ازالہ وہم۔ منکرین کمالات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مثنوی شریف اور اس کی مروی روایات کو نہیں مانتے تو یہ ان کی بد قسمتی ہے۔ ورنہ اصول حدیث کے مطابق ان کی مرویہ روایات قابل قبول ہیں۔ مزید تفصیل کے لئے فقیر کی شرح مثنوی صدائے نوی پڑھئے۔

(۶) امام عبد الکریم الجیلی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمائے الٰہیہ میں سے ہر ایک اسم کے ساتھ متصف ہونا ثابت کیا ہے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں۔

واما المصور فان کان صلی اللہ علیہ وسلم متصفا بذلک والدلیل علی ذلک قولہ الاعرابی کن زیداً

(جواہر البحار ص ۲۶۰ / ج ۱)

بہر حال مصور نے نام سے بھی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم موصوف تھے۔ اس پر دلیل آپ کا اعرابی کو یہ قول کہ زید ہو جا چنانچہ وہ اسی وقت زید ہو گیا۔ حالانکہ وہ زید نہ تھا۔

(۷) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں دور سے ایک شخص کو سوار دیکھا کر فرمایا:

"کن اباذر فکانہ" ابوذر ہو جا تو وہ ابوذر ہو گیا۔ جواہر البحار ص ۳۶۰ / ج ۱

(فائدہ) غزوہ تبوک کے موقع پر سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ لشکر کی روانگی کے کافی دن بعد مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے راستہ میں سواری ہلاک ہو گئی۔ سارا ساز و سامان سر پر اٹھا کر غزوہ تبوک پہنچے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نہ صرف لفظ کن سے نوازا بلکہ اور بھی متعدد نوازشات سے نوازا۔ اس کی تفصیل ان کے حالات میں پڑھئے اس باب میں صرف یہ بیان کرنا ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے جہاں بھی لفظ کن فرمایا تو پھر جیسے فرمایا ویسے ہی ہوا۔

(۸) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام بھیجا۔ اس کے والد نے عرض کی کہ اسے برص کا مرض ہے۔ حالانکہ اسے برص نہیں تھا آپ نے فرمایا فلتکن کذلک فبرصت وہ برص والی ہو جائے تو اس کے بعد وہ برص میں مبتلا ہو گئی۔ (جواہر البحار ص ۱۱/ ج ۳)

(فائدہ) حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نائب خدا اور خلیفہ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اہل دنیا میں جس نے اپنے جیسا سمجھ کر آپ سے عام بشروں جیسا برتاؤ کیا تو اسے دنیا میں سزا ملی اور

آخرت کا عذاب اس سے بڑھ کر ہے۔ شخص مذکور اپنی لڑکی حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے بیاہنا نہیں چاہتا تھا اس لئے جھوٹا عذر کیا۔ لیکن اسے کیا خبر تھی کہ عذر ایک حقیقت بن کر سامنے آجائے گا۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ اس عورت کو برص کی بیماری کا نام و نشان تک نہ تھا۔ لیکن جب کن والے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلا کہ ایسے ہی ہوگا پھر اسی طرح ہوا کہ وہ عورت فوراً برص میں مبتلا ہو گئی۔

(۹) ایک دفعہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو دیکھ کر فرمایا:

کن ابا خشیمته فاذا هو ابو خشیمه (رواه مسلم ص ۳۶۱ / ج ۲)

ابو خثیمہ ہو جا صحابہ کرام علیہم الرضوان فرماتے ہیں:۔ جب ہم نے دیکھا تو واقعی وہ ابو خثیمہ رضی اللہ عنہ تھے چنانچہ امام بیہقی کی روایت میں ہے۔

(۱۰) حضرت عبداللہ بن ابجر بن خرم فرماتے ہیں:۔

ان اباخثیمة لحق النبی صلی اللہ علیہ وسلم فادرکہ تبوک حین نزلها فقال الناس راکب علی الطریق فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کن اباخثیمة فقالوا هو واللہ ابو خثیمة (حجتہ اللہ علی العالمین)

(ترجمہ) ابو خثیمہ رضی اللہ عنہ جنگ سے رہ گئے گھر سے روانہ ہو کر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو تبوک میں آکر ملے تو لوگوں نے عرض کی کہ یہ کوئی سوار آرہا ہے۔ اے آنے والے ابو خثیمہ ہو جا صحابہ کہتے ہیں خدا وہ جو بھی تھا لیکن اب وہ ابو خثیمہ تھا۔

(فائدہ) امام نووی رحمہ اللہ نے شارحین کے حوالے سے اس کا ترجمہ یوں فرمایا

اللهم اجعل اباخثیمه اے اللہ اسے ابو خثیمہ بنا دے۔

(۱۱) امام بیہقی عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ کے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا:۔

بعیش هذا الغلام قرنا وکان فی وجهه ثولول قال لایموت هذا حتی یذهب اللہ ثولول فی وجهه (حجتہ اللہ علی العالمین ص ۵۰۱)

(ترجمہ:۔) یہ لڑکا ایک قرن زندگی پائے گا ان کے چہرے پر ثولول تھے۔ آپ نے فرمایا

مرنے سے پہلے دور ہو جائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(فائدہ) ثؤلول ہر دونوں واو معروف ہیں پہلی واؤ ہمزہ سے تبدیل شدہ ہے پارہ گوشت جو اعضاء پر ظاہر ہوتا ہے اور اسے ہندی میں مسا کہتے ہیں (غیاث)

ایک روایت میں عش قرناً ہے چنانچہ تفسیر روح البیان میں ہے کہ:۔

(۱۲) حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچے کو دعا دیتے ہوئے فرمایا "عیش قرناً" ایک قرن تک جیتے رہو چنانچہ وہ ایک صدی (۱۰۰ سال) تک زندہ رہا۔

(انتباہ) اگر دونوں علیحدہ علیحدہ واقعے ہوں اور تقاضا بھی یہی ہے کیونکہ آپ نے ایک کے لئے بیماری کی بھی ساتھ خبر دی۔ تو اختیار کے ثبوت کے ساتھ علم غیب کا اثبات بھی ہے۔

(فائدہ) قرن ہر اس دور کو کہا جاتا ہے جس دور کا کوئی فرد بھی باقی نہ رہے۔ ویسے ہر آنے والے کے لئے پہلا دور قرن ہے کیوں کہ اس دور کے لوگ اس سے پہلے گزر چکے ہیں۔ بہر حال حضور علیہ الصلوۃ والتسلیم نے اس بچے کو عش (صیغہ امر) سے مخاطب ہو کر سو سال کی زندگی عطا فرما دی۔

حضرت ابو الیسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قسم خدا ہم شام کے وقت خیبر کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور ہم نے یہود کے قلعے کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ اچانک ایک یہودی کی بکریاں آئیں اور قلعہ کی طرف جانے لگیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون سا ایسا شخص ہے جو ہمیں ان بکریوں کا گوشت کھلائے۔ حضرت ابو الیسر بولے میں یا رسول اللہ!

آپ نے فرمایا یہ کام کرو چنانچہ میں اس خوشی میں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کا موقع مل رہا ہے کودتا ہوا گیا۔ جب آپ نے میرے جذبہ خدمت کو دیکھا تو دعا فرمائی اللھم متعنا بہ یا اللہ اے اللہ اس سے ہمیں نفع پہنچا کہتے ہیں کہ میں بکریوں کے پاس پہنچ گیا۔ ان میں سے پہلی بکری قلعہ میں داخل ہو چکی تھی۔ تو میں نے پچھلی بکریوں میں سے دو بکریاں پکڑ لیں اور دونوں کو

اپنی بغلوں میں اٹھالایا۔ اور حضور کی طرف دوڑتا ہوا آیا۔ اور ایسے معلوم ہوتا تھا کہ میں نے کچھ نہیں اٹھایا ہوا حتی کہ دونوں بکریوں کو حضور کے آگے لاکر ڈال دیا۔ مسلمانوں نے انہیں ذبح کیا۔ اور ان کا گوشت کھایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا نتیجہ یہ نکلا فکان ابوالیسر من اخر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم موتاً کہ سارے صحابہ کے آخر میں ابوایسر کی وفات ہوئی۔ حضرت ابویسر جب یہ واقعہ بیان کرتے تو رو پڑتے اور فرماتے امتعوابی لعمری کنت من آخرھم موتا مجھ سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھالو میں سب سے آخر میں مروں گا۔ (البدایہ والنھایہ ج ۴)

فائدہ۔ کن کی زبان نے ایک طرف تو ابویسر رضی اللہ عنہ کی عمر بڑھادی اور ساتھ غیبی خبر سے بھی نوازا۔ اس سے عقیدہ صحابی رضی اللہ عنہ بھی معلوم ہوا کہ انہیں فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنا پختہ یقین تھا کہ صحابہ کرام سے فرمایا کرتے کہ یارو مجھ سے نفع لینا ہے تو نفع لے لو میری موت تم سب کے بعد واقع ہو گی۔

ابوجہل کا مور امام سیوطی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ابوجہل نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا۔ کہ اگر آپ اس پتھر سے جو میرے گھر میں لگا ہوا ہے ایک خوبصورت مور نکال دیں تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا۔ حضرت محمد کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے خدا سے دعا مانگی ابھی آپ نے ہاتھ اٹھائے ہی تھے کہ اس پتھر سے کراہنے کی آواز آئی جیسے عورت بچہ جننے کے وقت آواز نکالتی ہے۔ پھر اس پتھر سے ایک مور نکلا جس کا سینہ سونے اور زمرد کا تھا۔ اس کے دونوں بازو یاقوت اور پاؤں جواہر کے تھے جب ابوجہل نے آپ کا یہ معجزہ دیکھا تو فوراً اپنی کی ہوئی بات سے منکر ہو گیا (الحاوی للفتاوی مطبوعہ مصر)

فائدہ۔ یہ اسی کن کے لوازمات سے ہے کہ جیسے آپ کا ارادہ ہوا اللہ تعالیٰ نے ویسے ہی کر دیا۔

پتھر سے پرندہ ایک دن ابوجہل لعین حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر کہنے لگا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آسمان زیادہ قوی ہے یا زمین آپ نے جواباً فرمایا آسمان۔ پھر لعین بولا کہ آپ کا رب زیادہ قوت رکھتا ہے یا پتھر فرمایا میرا رب جس کی شان یہ ہے ان اللہ علیٰ کل شئی قدیر ابوجہل کہنے لگا کہ اپنے رب سے کہئے کہ اس پتھر سے ایک ایسا پرندہ

نکالے جس کے منہ میں کاغذ ہو اور کاغذ پر آپ کی نبوت کی گواہی ہو اگر ایسا ہوا تو میں اسلام قبول کرلوں گا۔ اتنے میں جبرئیل علیہ السلام نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اس پتھر کی طرف انگشت رحمت فرمائیے۔ آپ نے پتھر کی طرف انگلی سے اشارہ فرمایا فوراً پتھر پھٹا اور اس سے ایک خوبصورت پرندہ نکلا جس کے منہ میں ایک کاغذ کا ٹکڑا تھا۔ جس پر لکھا ہوا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ امتی مذنبتی وزب غفور یعنی اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں امت گنہگار اور پروردگار بخشنے والا ہے۔ اس پر بھی ابو جہل ایمان نہ لا سکا اور کہنے لگا اے محمد! تو تو فرعون کے جادوگروں سے بھی بڑھ کر ہے (معاذ اللہ) اس پر آپ نے فرمایا کہ ابو جہل فرعون سے بھی بدتر حالت میں مرے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

فائدہ۔ غزوہ بدر کے واقعات شاہد ہیں کہ ابو جہل کس طرح بری موت مرا۔

احیاء الموتی مردے زندہ کرنا بھی کن کے متعلقات مین سے ہے۔ جیسا کہ دوسرے امور تکوینیہ بھی کن سے متعلق ہیں۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ احیائے موتی تو منکرین کمالات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم علیہ وسلم بھی مانتے ہیں انہیں تو صرف اپنے نبی کریم اور آپ کی امت کے اولیاء کرام کے کمالات کا انکار ہے۔ حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزہ میں بھی یہی عقیدہ ہوتا ہے کہ مردوں میں روح لوٹانا یا جن میں روح نہیں ان میں روح پیدا کرنا ☐ اللہ تعالیٰ کا کام ہے کیوں کہ خالق حقیقی تو صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ سیدنا عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا امت کام تو صرف "قم باذن اللہ" فرمانا ہے ایسے ہی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے اولیاء کرام کے بارے میں ہمارا یہی عقیدہ ہے کہ تخلیق تو اللہ تعالیٰ کی ہے ان کا کام کن یا قم فرمانا یا دعا فرمانا ہے۔

معجزات وکرامات سے چند نمونے ملاحظہ ہوں:۔

(۱) حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری لڑکی فلاں جنگل میں مرگئی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ہمراہ جنگل میں تشریف لے گئے۔

وناداها باشمها يا فلانعه اجيبى باذن الله فخرجت وهى تقول لبيك وسعديك

(شفا ملا علی قاری ج ا ص ۶۴۸)

اور آپ نے اس کا نام لے کر اسے پکارا کہ اے فلاں اللہ کے اذن سے مجھے جواب دے وہ لڑکی لبیک وسعدیک کہتی ہوئی قبر سے باہر آگئی۔

(۲) امام بیہقی سے روایت ہے کہ ایک شخص کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے دعوت اسلام دی تو اس نے کہا کہ اگر آپ میری لڑکی زندہ فرمادیں تو میں ایمان لے آؤں گا۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام اس کے ہمراہ لڑکی کی قبر پر تشریف لے گئے۔

فقال یا فلانته فقالت لبیک وسعدیک فقال صلی اللہ علیه وسلم اتحبین ان ترجعی الدنیا فقالت لا یارسول اللہ وجدت اللہ خیر الی من الوالدین۔

آپ نے آواز دی اے فلاں! لڑکی نے عرض کی لبیک وسعدیک۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو دنیا میں واپس آنا چاہتی ہے عرض کی یارسول اللہ نہیں کیوں کہ میں نے اللہ عزو جل کو اپنے والدین سے زیادہ مہربان پایا ہے۔ (شفا ملا علی قاری ج ا ص ۶۴۸)

فائدہ۔ ایمان کی نگاہ سے دیکھا جائے تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے لئے یہ ادنیٰ سی بات ہے اس لئے کہ کمال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے منکرین بھی تسلیم کرتے ہیں اور کمالات عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام تو کمال مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معمولی پر تو ہیں لیکن جس کی قسمت کا ستارہ ڈوب جائے وہ انکار پر مجبور ہے۔

(۳) حضرت جابر رضی اللہ کی دعوت

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ کا چہرہ مبارک متغیر پایا یہ دیکھ کر اسی وقت وہ اپنے گھر گئے اور اپنے بیوی سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر دیکھا ہے۔ اور میرا گمان ہے کہ بھوک کے سبب سے ایسا ہے کیا تیرے پاس کچھ موجود ہے؟ بیوی نے کہا واللہ اس بکری اور کچھ بچے ہوئے آٹے کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اسی وقت بکری کو ذبح کر دیا اور فرمایا کہ جلدی جلدی گوشت اور روٹیاں تیار کردو! جب کھانا تیار ہو گیا تو ایک بڑے پیالے میں رکھ کر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حضر ہو گئے اور وہ کھانا حاضر کر دیا۔

فقال یا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یا جابر اجمع لی قومك فاتیت بهم

فقال ادخلهم علی ارسالا فکانو ایاکلون فاذا شبع قوم خرجوا ودخل اخرون حتیٰ اکلوا جمیعا وفضل فی الجفنته شبه ماکان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لقول لهم کلوا ولا تکسرو عظما ثمه انه جمع العظام فی وسط الجفنته فوضع یده علیها ثم تکلم بکلام لم آسمعه فان الشاة قدقامت تنفض اذینها فقال لی خد شاتك فاتیت امراتی فقالت ماهذه قلت هذه واللّٰہ شاتنا اللتی ذبحنا دعی اللّٰہ فاحیاها لنا قالت اشهد انه رسول اللّٰہ (بیهقی. دلائل نبوت ص ۵۴۳ ابونعیم. خصائص. زرقانی ص ۱۸۴/ ۵)

حضور علیہ السلام نے فرمایا اے جابر اپنی قوم کو جمع کرے پس میں ان کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا ان کو جدا جدا ٹولیاں بنا کر میرے پاس بھیجتے رہو۔ اس طرح وہ کھانے لگے۔ جب ایک ٹولی سیر ہو جاتی تو وہ نکل جاتی اور دوسری آجاتی۔ یہاں تک کہ سب کھا چکے اور برتن میں جتنا پہلے تھا اتنا ہی سب کے کھانے کے بعد تھا۔ حضور فرماتے تھے کھاؤ اور ہڈی نہ توڑو پھر آپ نے برتن کے بیچ میں ہڈیوں کو جمع کیا اور ان پر اپنا مبارک ہاتھ رکھا اور کچھ کلام پڑھا۔ ناگاہ وہ بکری کان جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔ آپ نے مجھ سے فرمایا اپنی بکری لے جا۔ میں بکری اپنی بیوی کے پاس لے آیا۔ وہ بولی یہ کیا؟ میں نے کہا واللہ یہ ہماری وہی بکری ہے جس کو ہم نے ذبح کیا تھا رسول اللہ کی دعا سے اللہ نے اسے زندہ کر دیا ہے یہ سن کر ان کی بیوی نے کہا کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ بے شک وہ اللہ کے رسول ہیں۔

(۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے بیٹے زندہ ہو گئے۔

تاریخ الخمیس میں حضرت جامی قدس سرہ العزیز کے حوالے سے ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے جب بکری کو ذبح کیا تو اس وقت آپ کے دو چھوٹے چھوٹے فرزند بھی وہیں موجود تھے جنہوں نے اپنی آنکھوں سے بکری ذبح ہوتے دیکھی تھی۔ جب حضرت جابر تشریف لے گئے۔ تو وہ دونوں چھری لے کر چھت پر چلے گئے۔

پسر بزرگ مرخود راگفت بیاتا بتونمایم که پدر ما این بزه راچگونه بسمل کرد بچه خرد را به بست وکارد برحلق او براندو بنادانی ویرا بسمل کرد و سربرادر رابرادر برداشت عیال چون آنرا بدید از پس بدوید پسر بتر سید و بربام گریخت مادر بر اثر وے می آمد ازبیم مادر آں پسر دیگر نیز ازبام بیفتا داهلاك شد آں زن فربح نه کرد و گفت اگر بنالم و فریاد کتم خاطر پیغمبر صلی اللّٰہ علیه

وسلم ملول شد صبر کرد و جزع نه کرد هر دو فرزند آنرا بخانه برد و گلیم بر هر دو پوشید و کسے

۱ . ازانحال خبر نکرد وروئے خود تازه داشت و لیکن بدل خونیں مینا لدتا بزه را بریاں کرد و جابر را از حال فرزنداں خبرے نه داد چوں بزه را بیاورد و درپیش رسول الله صلی الله علیه وسلم نهاد. جبریل امین بیامد و گفت یا محمد خدائے تعالیٰ می فرماید که جابر رابگوئی تا فرزنداں خودرابیا ردتا باتو طعام خورند رسول الله صلی الله علیه وسلم جابر راگفت فرزنداں را بیار جابربروں آمد و عیال راپر سید که فرزنداں کجا اندعیال اوگفت مهتر را صلی الله علیه وسلم بگوئی که غائب اند رسول الله صلی الله علیه وسلم گفت فرمان خدائے تعالیٰ تاایشاں راحاضرکنی جابر بروں آمد و عیال خود راگفت که از خدائے تعالیٰ فرمان آمد که زود ایشاں رابخواں آں ضعیفه گریاں شدوگفت اے جابر نمفسی آرم ! جابر گفت چه افتاده است ترا هر دو پسر رابجابر نمود و کلم از ایشاں برداشت. جابر هر دو پسررا دیدمرده گریاں شد که ازحال ایشاں بے خبر بود پس هر دو بیا مدند و در پائے رسول الله صلی الله علیه وسلم افتادند و خروش از خانه برآمد خدائے تعالیٰ جبریل علیه السلام رافرستاد که خدائے رب العزت می فرماید که اے محمد برسرایشاں روواز تو دعا کردن و ازما زنده گردانیدن رسول الله صلی الله علیه وسلم برخاست و برسر ایشاں آمد و دعا کرد و هردو فرزندان جابر رضی الله عنه فی الحال زنده شدند بفرمان خدائے تعالی (تاریخ الخمیس شواهد النبوت للجامی ص ۸٤)

ترجمہ۔ بڑے لڑکے نے چھوٹے بھائی سے کہا کہ آؤ میں بھی تمہارے ساتھ ایسا ہی کروں جیسا کہ ہمارے والد نے اس بکری کے ساتھ کیا ہے۔ بڑے نے چھوٹے کو باندھا۔ اور حلق پر چھری چلادی اور نادانی سے اس کو ذبح کر دیا۔ اور اس کا سر جدا کر کے اس کو اٹھایا جونہی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی نے اس کو دیکھا تو وہ اس کے پیچھے دوڑی وہ ماں کے خوف سے چھت سے گرا اور مر گیا۔ حضرت جابر کی بیوی نے اس وجہ سے چیخ و پکار اور واویلا نہ کیا تاکہ حضور علیہ السلام

(۶) امام بیھقی کی دوسری روایت میں ہے کہ ہم ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی عیادت کو گئے ابھی ہم ان کے پاس بیٹھے ہی تھے کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ اس صحابی کی والدہ بہت بوڑھی تھیں۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ میرا لڑکا انتقال کر گیا ہے تو انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر دربار ایزدی میں یوں عرض کی۔

اللهم انك تعلم انى اسلمت لك وهاجرت الى رسولك رجاء ان تعشينى عند كل شدة ورخاء فلا تحمل علىّ هذه المصيبة اليوم فكشف عن وجهه حتى اكلنا معه. (دلائل النبوت ج ۳ ص ۲۲۴)

ترجمہ۔ اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں تیرے لئے اسلام لائی اور تیرے رسول کی طرف سے یہ امید کرتے ہوئے ہجرت کی کہ تو ہر شدت اور نرمی کے وقت مجھے اپنی رحمت میں رکھے گا تو میرے اوپر یہ مصیبت نہ ڈال تو جب اس لڑکے کے چہرہ سے کپڑا اٹھایا تو وہ زندہ ہو گیا اور ہم نے اس کے ساتھ کھانا کھایا۔

فائدہ۔ بظاہر یہ صحابیہ مہاجرہ رضی اللہ عنہ کی کرامت ہے لیکن ☐ یہ بھی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے اس لئے کہ ہر ولی کی کرامت اس کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزہ میں داخل ہوتی ہے جس نبی کا وہ امتی ہو۔ بہر حال یہ واقعہ معجزہ ہو خواہ کرامت ہر طرح سے ہمارے مسلک کا موید ہے۔

اولیاء المصطفٰے اور احیا موتی حضور سرور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اولیاء کرام کی کرامات احیاء موتی شمار سے باہر ہیں۔ چند نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت سیدنا سری سقطی رضی اللہ عنہ کی مریدنی رحمتہ اللہ تعالیٰ

عارف باللہ حضرت علامہ عبد الرحمٰن جامی قدس سرہ العزیز لکھتے ہیں کہ ایک خاتون سری سقطی رحمتہ اللہ تعالیٰ کی مریدنی تھی۔ اس کا ایک لڑکا استاد کے پاس پڑھنے جاتا تھا۔ استاد نے اسے پن چکی پر بھیجا وہاں وہ لڑکا پانی میں ڈوب گیا۔ استاد نے سری سقطی رحمہ اللہ تعالے کو اطلاع کی۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی ماں کے پاس چل کر اسے صبر کی تلقین کریں۔ دونوں بی بی کے پاس چل کر صبر کی تلقین کرنے لگے۔ بی بی نے کہا تلقین صبر کا کیا مطلب؟ فرمایا تمہارا بیٹا ڈوب کر مر گیا ہے۔ بی بی نے

کہا میرے خدا نے ایسا نہیں کیا ہو گا۔ چلیں مجھے بتائیں کہ وہ کہاں ڈوبا ہے لوگوں نے بتایا یہاں ڈوبا ہے۔ بی بی نے آواز دی۔ "اے میرے لخت جگر محمد (اس کا نام محمد تھا) پانی کے اندر سے جواب ملا۔ "لبیک امی" جہاں سے آواز آئی تھی۔ بی بی وہاں جا کر بیٹے کو پانی سے باہر نکال کر لے آئی۔ (نفحات الانس ص ۸۹۲)

سید نا جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کا انکشاف حضرت سری سقطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مرید صادق حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ سے فرمایا کہ یہ کیا راز ہے؟ شیخ جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عرض کی یہ ایک ایسی عورت ہے۔ جو حق تعالیٰ کے واجبات پورے کرتی ہے۔ اور جو ایسا ہوتا ہے اس کا یہی حال ہوتا ہی کہ اگر اس کی نسبت کوئی حادثہ ہو تو اسے پہلے سے اطلاع دی جاتی ہے۔ چونکہ اسے بچے کے ڈوبنے کے حادثے سے آگاہ نہیں کیا گیا تو اس نے یقین کر لیا کہ یہ حادثہ ہوا ہی نہیں (ایضاً)

فائدہ اولیاء اللہ کی مختلف شانیں ہوتی ہیں بعض وہ ہیں کہ ان کے معاملات براہ راست اللہ تعالیٰ سے ہوتے ہیں کہ ؎

کراما کاتبین راہم خبر نیست

حضور غوث اعظم سید نا محی الدین الشیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی احیاء موتیٰ کی کرامات مشہور ہیں ان میں سے دو ملاحظہ فرمائیں۔

بڑھیا کا بیٹا ایک بڑھیا کے بیٹے کو جناب غوث الثقلین سے بہت محبت تھی۔ اکثر آپ کی خدمت میں ہی حاضر رہتا۔ دنیاوی کاروبار میں کم مشغول ہوتا۔ ایک دن اس بڑھیا نے آپ کے حضور عرض کیا کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو آپ کی نذر کیا۔ اور اللہ اپنا حق اسے معاف کیا۔ آپ اسے تعلیم باطن فرمائیے کیوں کہ یہ میرے کام میں تو مشغول نہیں ہوتا ہر وقت آپ کی خدمت میں حاضر رہتا ہے۔ وہ اس لڑکے کو خانقاہ مبارک میں چھوڑ آگئی۔ آپ نے اسے مجاہدہ و ریاضت میں مشغول کیا۔ کبھی کبھی وہ بڑھیا اپنے بیٹے کو دیکھنے آتی۔ ایک دن آئی تو دیکھا کہ اس کا وہ بیٹا چنے چبا رہا ہے۔ اور بہت حقیر و ناتواں ہو گیا ہے۔ پھر وہ سید نا غوث الثقلین کے پاس گئی۔ دیکھا کہ آپ مرغی کا گوشت تناول فرما رہے ہیں۔ عرض کی کہ حضرت آپ تو مرغی کا گوشت تناول فرما رہے ہیں اور میرے بیٹے کو چنے کھلاتے ہیں۔ آپ نے مرغی کی ہڈیوں پر ہاتھ رکھ فرمایا۔ قومی باذن اللہ الذی

یحی العظام وھی رمیم کہ اس خدا کے حکم سے اٹھ کھڑی ہو جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ فرماتا ہے مرغی فوراً زندہ ہو کر آواز لگانے لگی۔ آپ نے بڑھیا سے فرمایا کہ جب تیرا بیٹا ایسا ہو جائے تو جو جی میں آئے کھائے۔ (الکلام المبین از صاحب علم الصیغہ و فتاویٰ حدیثیہ وغیرہ)

فائدہ۔ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ایک دو کرامت بطور نمونہ لکھی ہیں ورنہ آپ کی اس قسم کی سینکڑوں کرامات مشہور ہیں فقیر نے چند نمونے "بڑھیا کا بیڑا اور غوث اعظم کی کرامت" میں لکھے ہیں۔ ایک کرامت اور ملاحظہ فرمائیں۔

عیسائی سے مناظرہ۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ کہیں تشریف لے جارہے تھے کہ راستہ میں ایک مسلمان اور ایک عیسائی کو مناظرہ کرتے ہوئے دیکھا مسلمان سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل بتاتا تھا۔ اور عیسائی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ افضلیت بتلاتا تھا کہ آپ نے مردے زندہ فرمائے۔ اس دلیل کو سن کر جناب غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ کرامت وجہ فضیلت نہیں ہو سکتی کیوں کہ یہ کرامت تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی بھی دکھا سکتے ہیں۔ میں فخر دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہوں اگر تمہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ معجزہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی میں دیکھنا ہو تو کہو میں مردہ زندہ کردوں۔ عیسائی نے عرض کیا ضرور کیجئے۔ عیسائی آپ کو ایک مغنی کی قبر پر لے گیا۔ آپ وہاں کھڑے ہوئے تو آپ کو الہام سے معلوم ہو گیا کہ یہ مغنی کی قبر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو یہ مردہ صرف زندہ ہی نہ ہو بلکہ گاتا ہوا قبر سے باہر نکلے۔ عیسائی نے کہا یہ تو آپ کی فضیلت کی اور بھی مضبوط دلیل ہو گی۔ آپ نے ارشاد فرمایا قم باذن اللہ ابھی آواز پوری طرح ختم نہ ہونے پائی تھی کہ قبر پھٹ گئی اور مردہ مغنی گاتا ہوا قبر سے باہر نکلا آپ کی یہ کرامت دیکھ کر عیسائی نے فوراً آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور مسلمان ہو گیا۔

(تفریح الخاطر وغیرہ)

جنید بغدادی و شبلی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کو ایک مرتبہ خلیفہ وقت نے کسی بات پر برہم ہو کر بلا بھیجا حضرت شبلی رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے۔ جب روبرو ہوئے تو خلیفہ نے برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ حضرت شبلی چونکہ نوجوان تھے اور ان کے پیر کو برا بھلا کہا جارہا تھا آپ کو جوش آیا تو قالین پر بنی ہوئی شیر کی تصویر پر نظر ڈالی تو وہ مجسم شیر ہو کر خلیفہ کی

طرف ☐ آنکھوں سے دیکھنے لگا۔ خلیفہ وقت کی اس پر نگاہ پڑی تو مارے خوف کے تھرا گیا اور اپنی جرات کی معافی مانگی۔ حضرت جنید رضی اللہ عنہ نے شیر کو فوراً مثل سابق کر دیا۔ اور خلیفہ وقت سے فرمایا کہ آپ کو کچھ اندیشہ نہ کیجئے آپ کو کچھ گزند نہیں پہنچ سکتا۔ آپ خلیفہ وقت ہیں آپ کی اطاعت اور ادب ہم پر واجب ہے۔ یہ لڑکا ہے آداب شاہی سے واقف نہیں ہے آپ کا دل جو چاہے کہیے۔ (فضائیل العلم والخشیۃ اشرف علی تھانوی ص ۲۵/۱۶)

تبصرہ اویسی غفرلہ حضرت جنید بغدادی اور ان کے مرید حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا کیا تصرف واختیار ہے کہ مرید نے تو شیر قالین یعنی قالین پر بنی ہوئی تصویر کو نگاہ تصرف سے سچ مچ کا مجسم شیر بنا کر کھڑا کر دیا اور پیر صاحب نے نگاہ ڈالی تو اسے مثل سابق بے جان شیر کر دیا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ خواص محبوبان خدا اپنے خدا کی عطا سے اس کی صفت ''کن فیکون'' (احیاء و اماتت) کے مظہر ہوتے ہیں۔ جنہیں زندہ مردہ کرنے کی شان حاصل ہو ان کے دیگر تصرفات و اختیارات مین کیا شک ہو سکتا ہے۔

مولانا روم علیہ الرحمتہ نے کیا خوب فرمایا۔

اولیاء راہست قدرت ازالہ
تیر جستہ باز گردانند زراہ
گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کے اولیاء کو یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ کمان سے نکلے ہوئے تیر کو واپس لوٹائیں۔ کیوں کہ اولیاء کا گفتہ اللہ تعالیٰ کا ہی گفتہ ہے اگرچہ بظاہر بندے کے منہ سے ظاہر ہوا ہے۔

درس عبرت۔ جس آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے تصرفات کی یہ شان ہے اس آقا کے مختار کل ہونے میں کیا شک ہے۔

چاہیں تو اشارے سے اپنے کایا ہی پلٹ دیں عالم کی
یہ حال ہے خدمتگاروں کا سردار کا عالم کیا ہوگا

فقیر کا ڈنڈا مولوی اشرف علی تھانوی کرامات اولیاء کے ضمن میں ایک درویش کا قصہ لکھتا ہے کہ ان کی بود وباش جنگل میں تھی مہمانوں کی بہتات کی وجہ سے سودا وغیرہ بازار سے خریدنے کی

ضرورت محسوس ہوئی۔ تو اپنے ڈنڈے کو فرمایا بندہ ہو جاوہ فوراً بندہ (انسان) کی صورت میں متمثل ہو کر سامنے آجاتا۔ آپ اسے لنگر کے سامان (آٹا۔ گھی وغیرہ) کے لئے فرماتے وہ تعمیل فرمان کر کے بازار چلا جاتا۔ سامان لا کر درویش کی خدمت میں پیش کرتا درویش اسے فرماتے ڈنڈا ہو جا۔ وہ فوراً ڈنڈا بن جاتا (جمال الاولیاء)

تبصرہ اویسی غفرلہ۔ درویش صاحب تمکین تھا اور فقیر اویسی رسالہ ھذا کے مقدمہ میں لکھ آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض بندے صاحب تمکین ہوتے ہیں جب وہ اس مرتبہ تمکین پر پہنچتے ہیں۔ تو وہ کن کہہ کر یا کوئی بھی کلمہ کہہ کر منجاب اللہ اشیاء کی ایجاد کے ماذون ہوتے ہیں اگرچہ یہ حوالہ مخالفین کے معتمد علیہ تھانوی کا ہے لیکن پھر بھی ہم کہتے ہیں کہ اولیاء کی کرامات انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا عکس ہوتی ہیں۔ یہ کرامت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی معجزہ کا عکس ہے کہ وہ بھی ڈنڈے کو فرماتے اژدھا بن وہ اژدھا بن جاتا اس کے بعد فرماتے ڈنڈا ہو جاوہ فوراً اژدھا سے ڈنڈا بن جاتا۔

صرف نمونے کے طور پر چند دلائل پیش کئے ہیں ورنہ اس پر دفاتر بھی نا مکتفی ہیں۔

باب ۲

وہ روایات و مضامین بھی کن کی کنجی میں شامل ہو سکتے ہیں۔ جن میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن اور ہاتھ مبارک کے معجزات کا بیان ہے اور آپ کی دعاؤں سے لوگوں کی مشکلات کے حل کا بیان ہے اسی طرح وہ مضامین بھی شامل ہو سکتے ہیں جن میں مذکور ہے کہ جو کچھ فرمایا اسی طرح ہوا۔ کہنے والے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں یا آپ کی امت کا ولی کامل۔ ہم تو کہتے ہیں۔

تیرے منہ سے نکلی جو بات وہ ہو کے رہی

اس باب میں نمونہ کی وہ چند روایات عرض کرتا ہوں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے اولیاء کرام کے منہ سے جو بات نکلی وہ فوراً ہو گئی یہی ''کن کی کنجی'' ہے۔

احادیث مبارکہ

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص وحی لکھتا تھا تو وہ مرتد ہو کر مشرکوں سے مل گیا۔

فقال النبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ان الارض لاتقلبه (راوہ البخاری و مسلم مشکوٰۃ شریف ۵۳۵) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اسے زمین قبول نہیں کرے گی یعنی اپنے اندر نہیں رکھے گی۔ جب وہ مر گیا اور مشرکوں نے اسے دفن کیا تو زمین نے باہر پھینک دیا کئی دفعہ قبر کو گہرا کر کے اسے دفن کیا گیا مگر وہ جب بھی دفن کر کے لوٹتے قبر اسے باہر پھینک دیتی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ شخص قبر کے باہر ہی پڑا رہا مگر قبر کی زمین نے اسے قبول نہ کیا۔

فائدہ۔ جیسے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلا اسی طرح ہوا اسے ''کن کی زباں'' کہتے ہیں۔

(۲) حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھاتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ سیدھے ہاتھ سے کھانا کھا۔ اس نے کہا میں سیدھے ہاتھ سے نہیں کھا سکتا۔ حالانکہ اس کا ہاتھ صحیح تھا یہ بات اس نے غلط کہی تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو سیدھے ہاتھ سے نہ کھا سکے گا اس کا حال ایسا ہی ہو گیا کہ سیدھے ہاتھ سے کام نہیں کر سکتا تھا اور اسے منہ تک نہیں پہنچا سکتا تھا۔ (مشکوۃ باب المعجزات)

(۳) حجۃ اللہ علی العالمین میں ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ سے ہجرت فرمائی اور غار ثور میں قیام فرمایا۔ تو سراقہ نے آپ کا تعاقب کیا اور غار کے قریب پہنچ کر کہنے لگا کہ اب آپ کو کون بچائے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبار و قہار ہی میری حفاظت کرے گا۔ اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے۔ عرض کی اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ ہم نے زمین کو آپ کا مطیع کر دیا آپ جو چاہیں زمین کو حکم فرمائیں

فقال یاارض خذیہ فاخذت ارجل جوادہ الی الرکبتہ

اے زمین اسے پکڑ لے زمین نے سراقہ کے گھوڑے کے پاؤں پکڑ لئے اور گھٹنوں تک دھنس گیا۔ جب سراقہ زمین میں دھنس گئے تو سراقہ نے ایڑ لگائی مگر گھوڑے نے حرکت نہ کی آخر مجبور ہو کر عرض کرنے لگے۔ حضور مجھے امان دیجئے اور اس مصیبت سے چھڑائیے میں واپس چلا جاؤں گا اور کسی کو آپ کے متعلق خبر نہ دوں گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یاارض اطلقیہ فاطلقت جوادہ (حجۃ اللہ ص ۵۸۵)

اے زمین! اسے چھوڑ دے۔ زمین نے سراقہ کے گھوڑے کے پاؤں چھوڑ دیئے۔

فائدہ۔ کیسا تصرف ہے کہ زمین کو فرمایا۔ "خذیہ" اسے پکڑ لے اس نے فوراً سراقہ کو گھوڑے سمیت پکڑ لیا پھر فرمایا (اطلقیہ) اسے چھوڑ دے تو فوراً چھوڑ دیا۔

فائدہ۔ یہ اختیار و تصوف نہیں تو اور کیا ہے اور اسے لسان نبوت سے کن کا ظہور نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے۔

(۴) امام بیہقی و دیگر محدثین سے مروی ہے کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حج کو جا رہے تھے۔ جب ہم بطن روحاء میں پہنچے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو دیکھا جو آپ کی طرف آ رہی تھی۔ آپ نے اپنی سواری کو روک لیا وہ حاضر ہوئی اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرا یہ بچہ ہے جس روز

سے پیدا ہوا ہے اس روز سے آج تک اسے ہوش نہیں آیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچہ کو پکڑا اور اس کے منہ میں لعاب دہن ڈالا۔

وقال اخرج یاعدوف اللہ فانی رسول اللہ ثم ناولها ایاه وقال خذیه فلا باس علیه قال اسامه فلما قضی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم حجته انصرف حتی اذا نزل ببطن الروحآء اتته تلك المراة بشاة قد شوتها ثم قال ناولنی ذراعا فناولته ثم قال ناولنی ذراما فقلت یا رسول اللہ انما هما ذراعان وقدناولتك فقال والذی نفسی بیده لو سکت مازلت تناولنی ذراعا ماقلت لك و ناولنی ذراعا.

اور فرمایا او دشمن خدا! نکل جا بے شک میں اللہ کا رسول ہوں پھر اس لڑکے کو عورت کے حوالے کر کے فرمایا۔ اب اس پر کوئی اثر نہیں ہے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حج سے فارغ ہو کر اسی مقام پر واپس پہنچے تو وہی عورت ایک بھنی ہوئی بکری لے کر حاضر خدمت ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا دست مجھے دو میں نے دیا پھر فرمایا اس کا دست مجھے دو میں نے دیا پھر فرمایا اس کا دست مجھے دو تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دست تو دو ہی ہوتے ہیں جو میں آپ کو دے چکا فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم خاموش رہتے۔ تو جب تک میں دست مانگتا رہتا تو تم دیتے رہتے۔ (ابو یعلی، بیہقی، خصائص کبریٰ ص ۶۳ ج ۲):

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دست کا گوشت بہت مرغوب تھا۔ اسی لئے صحابہ کرام علیہم الرضوان اکثر دست ہی پیش کیا کرتے تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکرر طلب فرمایا کرتے تھے جب تیسرے دست کے طلب کی نوبت پہنچتی تو بمقتضائے بشریت و عادت اسی طرح عرض کرتے کہ جانور کے دو ہی دست ہوتے ہیں مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرماتے اگر تم دینے کا قصد کرتے تو میں جتنی بار طلب کرتا تم دیتے ہی رہتے۔ (احمد، دارمی، مشکوٰۃ ۴۱)

فائدہ حضرت اسامہ سے بھی تیسری بار بکری کا دست طلب فرمایا اور انہوں نے بر سبیل تعجب عرض کی کہ دست تو دو ہی ہوتے ہیں اور وہ میں آپ کو دے چکا۔ اس کا ظاہر مطلب تو یہی ہو سکتا ہے کہ حضور علیہ السلام ہم سب سے زیادہ جانتے ہیں کہ بکری کے دو ہاتھ ہوتے ہیں اب وہ تو ختم ہو چکے ہیں تو آپ وہ چیز مانگ رہے ہیں جو میرے پاس موجود ہی نہیں لیکن حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو یہ تصور نہ رہا کہ مانگنے والا کن کی کنجی کا مالک ہے اسی لئے وہ یہ عرض کر بیٹھے کہ حضور بکری کے تو دو ہاتھ ہی ہوتے ہیں اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمانا پڑا کہ اسامہ! اگر تم دینے کا ارادہ کرتے تو تیسرا ہاتھ کیا بکری کے غیر منتھی ہاتھ تیرے ہاتھ میں ہوتے۔ اس سے واضح اور کیا ثبوت چاہیئے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی رضی اللہ عنہ کو متنبہ فرمایا کہ تیرا تصور میری بشریت تک محدود رہا تمہیں میری شان محبوبیت کی طرف دھیان کرنا چاہیئے تھا۔ مالک کن نے تو مجھے بھی کن کا مالک بنا دیا ہے۔ اس لئے جب تک میں مانگتا جاتا تیرے ہاتھ سے بکری کے ہاتھ پیدا ہو کر میری خدمت میں پیش ہوتے رہتے۔

فائدہ۔ یہ ایسے ہی ہے جیسا کہ حضرت سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا اگر زم زم نہ فرماتیں تو پانی تما دنیا کو گھیر لیتا۔ وہ سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کی ایڑی کا کمال تھا۔ یہاں لسان مصطفٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کمال ہے۔ افسوس تو اس امتی کہلانے والے کی سوچ پر ہے کہ وہ سیدنا اسمٰعیل علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ کی ایڑی کا کمال تو مانتا ہے لیکن لسان مصطفوی کے کمال کا منکر ہے۔

Imp

۵ ابن ابی شیبہ اپنے مصنف میں جعفر بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار صحابیوں کو قیصر، کسریٰ، مقوقس اور نجاشی کی طرف قاصد بنا کر بھیجا۔

فاصبح کل رجل منهم یتکلم بلسان القوم الذی بعث فیهم (خصائص ص ۲ ج ۱)

ترجمہ۔ ان صحابہ نے صبح کی تو ہر صحابی جس قوم کی طرف قاصد بنا کر بھیجا گیا تھا اسی قوم کی زبان میں کلام کرنے لگا۔

فائدہ۔ دیکھیے چار صحابہ کو مختلف ولایتوں میں بھیجا جا رہا ہے اور یہ چار صحابہ صرف عربی زبان ہی جانتے ہیں مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اعجاز ملاحظہ کیجیے کہ جب یہ صحابہ صبح کرتے ہیں تو اسی قوم کی زبان میں کلام کرتے ہیں۔ جس طرف یہ بھیجے گئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبدیلی السنہ پر قادر ہیں اور دوسروں کی زبانیں بدل دیتے ہیں۔

فائدہ۔ بعض جہال نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اردو "دیوبند" آتے جاتے آگئی لیکن ان بد قسمتوں کو ایسی روایات بھول گئیں کہ آپ نہ صرف تمام بولیاں جانتے ہیں بلکہ آپ دوسروں کو بھی ہر بولی سکھلا دیتے ہیں۔

۶ واقدی بن اشہل کے کئی راویوں سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں سلمہ بن اکوع کی تلوار ٹوٹ گئی اور یہ نہتے ہو گئے۔ فاعطاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضیبا فی یدہ فقال اضرب بہ فاذا ہو سیف جید (حجۃ اللہ ۲۳۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک تازیانہ عطا فرمایا جو آپ کے مبارک ہاتھوں میں تھا اور فرمایا اس کے ساتھ لڑو! پس ناگاہ وہ لاٹھی چمکتی ہوئی تلوار بن گئی۔

فائدہ کن کی کنجی اور کیا ہو گی کہ ایک لکڑی جس سے کاٹنے کا نہیں ٹھونکنے کا کام لیا جا سکتا ہے کن والے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اس کی ماہیت ہی بدل کر رکھ دیتے ہیں اور وہ لکڑی کاٹنے کا کام دینے لگتی ہے اور وہ بھی دائماً و ابداً چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ وہ لکڑی حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے پاس ہمیشہ تلوار رہی۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۳۲)

براھین قاطعہ ملخلصا

ازالہ وہم بعض جہال کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ میں دوام نہیں ہے اور نہ ہی آپ کے اختیار میں یہ بات ہے کہ جب چاہیں معجزہ ظاہر کر کے دکھلائیں۔ اس معجزہ میں جاہلوں

کے دونوں عقیدوں کا رد ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ طاقت سے لکڑی کو تلوار بنا دیا اور ایسی تلوار بنایا کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ تادم زیست اسی تلوار سے کام لیتے رہے۔ اس عقیدہ کی تفصیل فقیر کی کتاب التصرفات فی اختیار صاحب المعجزات و الکرامات" میں ہے۔

ستون حنانہ ستون حنانہ جو ایک کھجور کا سوکھا ہوا درخت تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے ساتھ تکیہ لگا کر جمعۃ المبارک کا خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ کچھ دن بعد صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور علیہ الصلوٰۃ کے لئے منبر تیار کر دیا جب آپ نے پہلی مرتبہ منبر پر جلوہ افروز ہو کر خطبہ دیا تو اس ستون سے رونے کی آواز آنے لگی۔ بخاری شریف کی حدیث میں ہی کہ ستون حنانہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فراق میں تھر تھر کانپتا اور روتا تھا۔ کھجور کی خشک لکڑی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تکیہ لگانے کی برکت سے زندہ ہو گئی۔ اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کلام بھی کیا اس میں صفات انسانی بھی پیدا ہو گئیں۔

فائدہ یہ بھی کن کے کرشمے ہیں کہ بے جان کو نہ صرف جان ملی بلکہ اسے علم و ادراک اور جملہ لوازمات انسانی سے موصوف بنایا گیا۔

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا باغ

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے بچپن سے اپنے دین آتش پرستی کو خیر باد کہہ کر مختلف مذاہب کے مذہبی پیشواؤں کے ہاں زندگی بسر فرمائی۔ آخری مذہبی پیشوا نے انہیں مدینہ منورہ پہنچنے کا مشورہ دیا۔ یہاں آپ نے یہودی کی غلامی اختیار کی جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ پہنچے تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے حاضر خدمت ہو کر اسلام قبول فرما لیا۔ یہودی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دشمن ہونے کی وجہ سے آپ کو آزاد نہیں کرتا تھا۔ حضرت سلمان فارسی فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اپنے مالک سے مکاتبت کر لو۔ (یعنی رقم طے کر کے اس سے آزادی حاصل کر لو) تو میں نے اپنے مالک سے اس معاہدہ پر آزادی حاصل کر لی کہ میں ان کی زمین میں تین سو کھجوریں لگاؤں گا اور سونے کی چالیس اوقیہ بھی ادا کروں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ اپنے بھائی کی مدد کرو۔ صحابہ کرام علیہم رضوان نے اپنی اپنی توفیق کے مطابق کھجور کے چھوٹے پودوں سے میری مدد

کی۔ حتی کہ میرے لئے تین سو پودے جمع ہو گئے پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اے سلمان جاؤ۔ باغ لگانے کے لئے زمین کھود واور کھودنے کے بعد مجھے بتاؤ میں اپنے ہاتھ سے کھجوریں لگاؤں گا۔ میں اپنے ساتھیوں کو لے کر گیا اور ان کے تعاون سے کھجوروں کے لئے زمین کھودی اور فارغ ہونے کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اطلاع کی ہم کھجوریں دیتے چلے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے لگاتے چلے گئے۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ۔

"اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ ان میں سے ایک کھجور بھی نہ سوکھی اور ساری کھجوروں نے اسی سال پھل دینا شروع کر دیا۔"

فرماتے ہیں کہ میں نے کھجوروں کا معاہدہ پورا کر دیا البتہ نقد مال کی ادائیگی میرے ذمہ رہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کان سے مرغی کے انڈے کے برابر سونے کی ڈلیہ لائے اور مجھ سے فرمایا کہ تمہارے مالک کا کیا بنا؟" سلمان فرماتے ہیں کہ میں مالک کو بلا لایا۔ آپ نے مجھ فرمایا کہ سلمان! یہ اپنے مالک کو دے کر اس کا حق چکا دو۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرے ذمے جو سونا واجب الادا ہے یہ تو اس کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی وہ ڈلیہ مجھ سے واپس لی اور اپنی زبان مبارک سے لگائی پھر فرمایا لو اب کافی ہو جائیگی۔ اس کا حق ادا کر دو۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

فاخذتها وفاوفيتهم منها حقهم كله اربعين أوقيه

یعنی میں نے وہ ڈلیا پکڑلی اور اسی سے مالکوں کا پورا حق چالیس اوقیہ ادا کر دیا۔ (البدایہ والنھایہ ج اص ۱۲۳، طبقات ابن سعد، خصائص کبریٰ)

فائدہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی کا باغ بو کر شان کن کا مظاہرہ فرمایا اور وہ باغ مدینہ طیبہ میں بہت بڑا متبرک سمجھا جاتا تھا۔ ۱۲۹۹ھ میں فقیر پہلے حج کی سعادت سے بہرہ ور ہوا اور مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہوئی معلوم ہوا کہ باغ سلمان کی آخری نشانی ایک خشک کھجور کھڑی تھی نجدیوں نے اسے بھی کاٹ کر کہیں پھینک دیا (انا للله وانا الیہ راجعون)

بیہقی اور ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ جنگ احد میں قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں

تیر لگا جس سے آنکھ نکل کر رخسار پر آگئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اگر چاہو کہ یہ آنکھ اچھی ہو جائے تو میں آنکھ کو اس کی جگہ رکھ دوں اچھی ہو جائے گی اور اگر چاہتے ہو کہ جنت ملے تو صبر کرو۔ قتادہ نے عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جنت تو بڑا اچھا انعام ہے لیکن مجھے کانا ہونا برا معلوم ہوتا ہے۔ آپ میری آنکھ اچھی فرما دیجئے اور میرے لئے جنت کی دعا بھی فرمایئے۔ آپ نے ان کی آنکھ کا ڈھیلا اٹھا کر اس کے حلقہ میں رکھ دیا اور وہ آنکھ اتنی روشن ہو گئی کہ اس کی روشنی دوسری آنکھ سے بھی زیادہ تیز ہو گئی اور ان کے لئے جنت کی دعا بھی فرمائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ بہت مشہور ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی اولاد کو فخر تھا کہ ان کے بزرگ قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے ٹھیک ہوئی چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں قتادہ رضی اللہ عنہ کے پوتے ان کے پاس آئے اور عربی کے یہ اشعار پڑھے ۔

انا ابن الذی سالت انحل عینه

فردت بکف المصطفی ایمارد

فعادت کما کانت لاول امرها

فیاحسن ماعین و یا حسن ما ردّ

ترجمہ۔ میں انہی کا پوتا ہوں جن کی آنکھ لڑائی میں نکل کر رخسار پر آگئی تھی اور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے دوبارہ اچھی ہو گئی تھی کہ پہلے سے زیادہ روشن تھی۔ مبارک ہے وہ آنکھ اور مبارک ہے وہ ہاتھ جس نے دوبارہ آنکھ لوٹا دی۔

(الاستیعاب ص ۲۷۲ والاصابہ ص ۲۷۰ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۲۶ وغیرہ)

فائدہ کن کا نظارا کیسا پیارا نظارہ ہے کہ جس آنکھ کی بینائی کا بیج ہی ختم ہو گیا کہ اب اس کا علاج نہ اطباء کے پاس نہ ڈاکٹروں کے پاس لیکن حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں ایسا روشن بیج بویا کہ دوسری آنکھ کی بینائی اس کے مقابلہ میں آدھی محسوس ہونے لگی۔

لطیفہ صحابی رضی اللہ عنہ کے عقیدہ پر قربان جائیں کہ آنکھ ضائع ہونے پر مایوس نہیں کہ وہ سمجھتے تھے کہ پھوڑنے والے کافر ہیں تو جوڑنے والے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں پھر

کیا فکر ہے۔

لطیفہ بہشت کا وعدہ سن کر کیا ہی نفیس آرزو پیش کر دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے صدقے جنت تو عطا ہو ہی گئی آنکھ بھی عطا ہو جائے تو کیا بعید از کرم۔

فائدہ ان کی اولاد کو اس عطیہ پر ناز تھا جیسا کہ اشعار سے معلوم ہوا۔ ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے کن کی زبان کا عقیدہ رکھنا قدیم سے ہے۔

ابو قتادہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ جنہیں شہسوار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ملے اور میری طرف نظر کرم فرمائی اور ارشاد فرمایا۔ ''اللھم بارك فی شعرہ وقال افلح وجهك'' یعنی اے اللہ اس کے بالوں اور چہرے کی تازگی میں برکت فرما اور فرمایا کہ اے ابو قتادہ! تیرا چہرہ کامران ہو میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا چہرہ انور کامیاب ہو۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تو نے مسعدہ نامی کافر کو قتل کر ڈالا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاں آپ نے فرمایا تیرے چہرے پر یہ کس چیز کا نشان ہے؟ میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ ایک تیر کا نشان ہے جو میرے چہرہ پر لگا تھا۔ آپ نے فرمایا میرے قریب آجاؤ۔ میں آپ کے قریب ہو گیا۔ فبصق علیه فما ضرب علی قط ولا قاح آپ نے میرے زخم کے نشان پر اپنا لعاب دہن لگا دیا جس سے نہ تو مجھے کبھی درد ہوا اور نہ اس زخم میں کوئی ورم اور سوزش آئی بلکہ میرا چہرہ صاف و بے داغ رہا۔ (الاستعیاب ص ۷۳۲ او الاصابہ ج ۴ ص ۱۵۷)

فائدہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا افلح وجهك (تیرا چہرہ کامیاب رہے) کی برکت سے حضرت ابو قتادہ کو ہمیشہ محفوظ رکھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر عنایت سے □ حل ہوتی ہیں۔ یہاں ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو لب اطہر کے ذریعہ کن کا نظارہ دکھا دیا۔

کلثوم بن حصین

آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد مسلمان ہوئے اور بدر و احد میں شریک نہ ہو سکے اور یہ ان حضرات میں تھے جنہوں نے بیعت رضوان کے موقع پر درخت کے نیچے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک پر بیعت کی تھی جنگ احد میں شریک تھے اور ان

کے سینے میں تیر لگا جس سے گہرا زخم ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے فجاء الیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فبصق فیہ آپ نے ان کے سینے پر اپنا لعاب دہن لگا دیا تو وہ زخم اسی وقت ٹھیک ہو گیا۔ اسی لئے ان کا عرف کلثوم المنخور قرار پایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مدینہ منورہ میں دوبارہ اپنا نائب مقرر فرمایا۔

(منخور یعنی جن کے سینے کے زخم کو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لعاب دہن سے ٹھیک فرمایا) الاستیعاب ولاصابہ ص ۱۷، ج ۴ واسد الغابہ ج ۴ ص ۳۵۰ وغیرہ

فائدہ وہی بات ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اختیار و تصرف سے حضرت کلثوم بن حصین کے زخم ٹھیک فرمائے تو ان کا نام ہی المنخور پڑ گیا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا انہیں اس نام سے یاد کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا بھی یہی عقیدہ تھا ورنہ اگر یہ شرکیہ تصور ہوتا تو نہ صحابہ کرام علیہم الرضوان ایسی جرات کرتے اور نہ ہی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسے گوارا فرماتے۔

Imp

کلیجی یاد یگ صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ حضرت عبد الرحمٰن بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ایک سو تیس آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی کے پاس کچھ کھانا ہے تو ایک شخص کے پاس کچھ چار سیر بھر آٹا نکلا تو اسے گوندھا گیا۔ اس کے بعد ایک لمبے قد اور بکھرے بالوں والا مشرک اپنی بکریوں کو ہانکتا ہوا آیا آپ نے اسے فرمایا کہ ہمیں بکری چاہیے ہدیہ کے طور پر دے دو گے یا بیچو گے؟ اس نے کہا نہیں میں تو بیچوں گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ایک بکری خریدی پھر اسے ذبح کیا گیا آپ نے اس کی کلیجی بھوننے کا حکم دیا جسے بھونا گیا۔ وایم اللہ مافی الثلثین والمائۃ الا قد حز النبی صلی اللہ علیہ وسلم لہ حزۃ من سواد بطنھا ان کان شاھداً عطاھا ایاہ وان کان غائبا خبالہ فجعل منھا قصعتین فاکلوا اجمعون و شبعنا القصعتان فحملناہ علی البعیر.

یعنی خدا کی قسم ایک سو تیس آدمیوں میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم نے کلیجی کی بوٹیاں نہ دی ہوں اگر کوئی موجود تھا تو اسے بوٹیاں دے دیں اور اگر موجود نہیں تھا تو اس کے لئے رکھ چھوڑیں تو پھر آپ نے اس سے دو پیالے بھرے تو سب لوگوں نے کھایا اور ہم سب کے سب خوب سیر ہو گئے پھر بھی وہ دونوں پیالے اسی طرح بچ رہے تو ہم نے بقیہ اونٹ پر رکھ لیا۔

فائدہ اس واقعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چار امور ظاہر ہوئے۔ (۱) ایک صاع آٹے میں غیب سے اضافہ ہوا۔ (۲) بکری کی کلیجی میں اضافہ ہوا (۳) دو پیالوں میں ایسی وسعت ہوئی کہ ایک سو تیس آدمیوں نے بیک وقت ہاتھ ڈال ڈال کر وہاں سے گوشت لیا۔ (۴) پھر بکری کے گوشت میں ایسا اضافہ ہوا کہ سب نے پیٹ بھر کر کھایا اور وہ بدستور باقی بچ رہا۔ جسے اونٹ پر رکھ کر صحابہ کرام علیہم الرضوان اپنے ہمراہ لے گئے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ معجزہ نبی کی قدرت و اختیار میں ہوتا ہے اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض وجود کا دریا پیاسوں کو سیراب کر کے ہی رہتا ہے۔ جسے ہم نے دوسرے لفظوں میں کن کی کنجی سے تعبیر کیا ہے۔

بازو ٹھیک کر دیا حضرت خبیب بن اساف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور میری قوم کا ایک شخص ہم دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس وقت حاضر ہوئے جب آپ کچھ مشرکین سے لڑائی میں مصروف تھے۔ ہم نے عرض کی کہ ہم لڑائی میں شرکت کر کے آپ کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تم مسلمان ہو؟ ہم نے عرض کی نہیں۔ آپ نے فرمایا فانا لانستعین یاالمشرکین علی المشرکین کہ ہم مشرکین کے خلاف مشرکین سے امداد نہیں حاصل کرتے۔ اس پر ہم مسلمان ہو گئے اور میں (خبیب بن اساف) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں شریک ہوا اور مجھے کندھے پر تلوار کی ضرب لگی جس سے میرا بازو کٹ کر جدا ہو گیا۔ میں اپنے بازو کو اٹھا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ وہاں میدان جنگ میں تشریف فرما تھے۔ فتفل فیھا والزقھا فالتامت و برات وقتلت الذی ضربنی یعنی آپ نے میرے بازو کو لعاب دہن لگا کر کندھے سے ملا دیا تو وہ اسی وقت مل گیا اور بالکل ٹھیک ہو گیا اور میں جا کر لڑائی میں شریک ہو گیا اور اسے قتل کرنے میں کامیاب ہو گیا جس نے تلوار سے میرا بازو کاٹ دیا تھا۔ (بنایہ ونھایہ ص ۱۲۴ ج ۶)

فائدہ بازو اٹھا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں اسی لئے لے گئے کہ توڑنے والوں نے توڑا تو

جوڑنے والا جوڑ دے گا اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو منجانب اللہ اذن واختیار ہے اسی لئے ہماری ہر بگڑی ہوئی بات کو بنا دینگے اور ہر دکھ کو سکھ میں بدل دینگے۔

گھی کا دریا حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ فرماتی ہیں کہ ہماری ایک بکری تھی میں اس کا گھی ایک چمڑے کے برتن میں جمع کرتی چلی گئی۔ جب وہ بھر گیا تو میں نے اسے ربیبہ کے ذریعے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیجا تا کہ آپ اسے سالن میں استعمال فرمائیں۔ ربیبہ اسے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچی اور عرض کی کہ یہ گھی آپ کی خدمت میں ام سلیم نے بھیجا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر والوں سے فرمایا کہ یہ گھی نکال لو اور برتن خالی کر کے دے دو چنانچہ برتن خالی کر کے واپس مجھے دے دیا گیا۔ میں اسے لے کر واپس گھر آگئی۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا گھر نہ تھیں۔ میں نے اس برتن کو کیل کے ساتھ لٹکا دیا۔ جب ام سلیم واپس آئیں تو دیکھتی ہیں کہ وہ برتن گھی سے اس قدر بھرا ہوا کہ اس سے گھی نیچے ٹپک رہا ہے۔ ام سلیم مجھ سے کہنے لگیں کہ اے ربیبہ! میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ گھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر کے آؤ۔ میں نے کہا کہ میں تو گھی دے کر بھی آگئی ہوں۔ اگر آپ کو یقین نہ ہو تو چلیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیں۔ چنانچہ وہ مجھے ساتھ لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اس لڑکی کے ہاتھ گھی سے بھرا ہوا ایک برتن بھیجا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں یہ گھی لائی تھی۔ حضرت ام سلیم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا وہ برتن تو اسی طرح گھی سے پر ہے اور اس سے گھی ٹپک رہا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا ام سلیم التعجبین ان کان اللہ اطعمك کما اطعم نبیه کلی واطعمی کہ اے ام سلیم کیا تو اس بات پر تعجب کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے کھانے کی ایک چیز عطا کی ہے جس طرح وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلاتا ہے۔ یعنی اے ام سلیم اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں یہ تو اللہ تعالیٰ کی عطیہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تیری اس خدمت سے خوش ہو کر تجھے بخشا ہے جو تو نے اس کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر میں گھر واپس آگئی۔ (راوہ مسلم ج ا ص ۱۴۱ والبدایہ والنہایہ ۱۰۳ ج ۶)

فائدہ اس واقعہ پر غور فرمائیے کہ ربیبہ خالی برتن لے کر واپس گئی اور خالی مشک لٹکا دی لیکن بعد میں وہ مشک نہ صرف پر ہو گئی بلکہ لبریز ہو کر گھی باہر پھینکنے لگی۔ اس سے ہم کیا سمجھیں یہی کہ کن کے اشاروں سے وہ مشک گھی کی نہر بن گئی یا دریا۔

ریت کا پہاڑ صحابہ کرام علیہم الرضوان خندق کی کھدائی کر رہے تھے کہ بیچ میں پتھر کی ایک بہت بڑی چٹان آگئی جو کسی سے نہیں ٹوٹتی تھی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی آپ نے پانی منگایا اور اس میں یوں دم کیا کہ دم کے ساتھ اپنا لعاب دہن بھی پانی میں ڈالا اور دعا کی پھر اس چٹان پر وہ پانی ڈالا صحابہ کرام علیہم الرضوان فرماتے ہیں کہ "والذی بعثہ بالحق نبیا الخ اس ذات کی قسم جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے پتھر کی وہ بہت بڑی اور سخت چٹان ریت کی طرح ہو گئی۔ کدال اور کسی اس کے اندر آسانی سے دھنسنے لگے۔ (البدایہ والنھایہ ص ۹۷ ج ۴)

فائدہ لعاب دہن اور دم و دعا تو تعلیم وامت کے لئے تھے کہ تم بھی ایسا کرو گے تو برکت ہی برکت ہو گی لیکن پہاڑ کو ریت بنا دینا کن کے کرشموں میں سے ایک کرشمہ تھا۔

حضرت بشیر بن سعید رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی نعمان بن بشیر کی بہن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے میری امی عمرہ بنت رواحہ نے بلایا اور دو مٹھی بھر کھجور میری جھولی میں ڈال دیں اور کہا کہ جاؤ اپنے باپ اور ماموں عبداللہ بن رواحہ کو اس کا ناشتہ کرا لاؤ۔ فرماتی ہیں کہ میں کھجور لے کر جا رہی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے میرا گزر ہوا اور میں اپنے باپ اور ماموں کو ڈھونڈتی پھر رہی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹی تیرے پاس یہ کیا ہے۔ میں نے عرض کی کہ یہ کھجور ہے۔ میری امی نے میرے باپ اور ماموں کے لئے ناشتہ کے لئے بھیجا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میرے پاس لاؤ۔ میں نے وہ کھجوریں حضور کے دونوں ہاتھوں میں ڈال دیں۔ وہ کھجوریں تھوڑی تھیں۔ آپ کے دونوں ہاتھوں کو نہ بھر سکیں پھر آپ کے حکم سے ایک کپڑا بطور دستر خوان بچھایا گیا۔ آپ نے اس پر وہ کھجوریں ڈال دیں اور اسے کپڑے پر پھیلا دیا پھر ایک شخص سے فرمایا کہ جاؤ تم اہل خندق کو کہہ دو کہ آؤ سب ناشتہ کرو۔ فرماتی ہیں تمام اہل خندق جمع ہو گئے اور ان کھجوروں میں سے کھانے لگے اور کھجوریں ساتھ ساتھ زیادہ ہوتی چلی گئیں۔ حتی صدر اہل الخندق عنہ وانہ یسقط من اطراف النوب یعنی تمام اہل خندق خوب پیٹ بھر کر کھا کر چلے

گئے لیکن دستر خوان کھجوروں سے بدستور لبریز تھا۔ (البدایہ والنہایہ ص ۹۹ ج ۴)

فائدہ کھجوریں کیوں بڑھیں وہی جو ہم کہہ رہے ہیں کہ کن کہہ کر شاہ نے قطرے کو دریا کر دیا۔

خاتمہ جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے کہ کن سے مراد اللہ تعالیٰ کا کسی شے کو پیدا کرنے کے ارادہ کا تعلق ہے۔ اس معنی پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد عین مراد الٰہی ہے۔ یعنی جو مراد خدا ہے وہی مراد مصطفیٰ ہے صلی اللہ علیہ وسلم اس کا یہ مطلب گڑھنا کہ خدا تعالے کا ارادہ ہو یا نہ ہو لیکن جو نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں وہ کام لازماً اسی طرح ہو جائے یہ غلط ہے اور نہ ہی اہل سنت میں سے کسی نے یہ کہا ہے۔ بلکہ ایسا کہنے والا ہمارے نزدیک خارج از اسلام ہے بلکہ یوں کہیے جیسے امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ العزیز نے کہا ہے۔

ہم عہد باندھتے وصل ابد کا
رضاء خدا اور رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

یعنی اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندیاں نے آپس میں حلف اٹھایا ہے کہ دونوں کی رضامندیاں ہمیشہ ساتھ ساتھ رہیں گی۔ لہذا خدا کا کوئی کام ایسا نہیں کہ جس میں اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی شامل نہ ہو اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے محبوب کا کوئی کام ایسا نہیں جس میں اللہ جل شانہ کی مرضی اور خوشنودی شامل نہ ہو۔

فائدہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنا ہر کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کام بتایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر معاملہ اپنا معاملہ فرمایا۔ تفصیل دیکھیے فقیر کی شرح حدائق بخشش جلد سوم اسی قاعدہ پر ہم کہتے ہیں۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

یہ شعری حدیث شریف کلھم یطلبون رضائی وانا اطلب رضاك یامحمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ترجمہ ہے۔ اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ رضائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے وہی جو رضائے خدا (جل شانہ) ہے ہاں اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے خاص کرم ہے باوجودیکہ ان کی رضا خدا کی رضا کی غیر نہیں تب بھی اپنے محبوب کے لئے اعزاز کے لئے

فرمایا۔ "ولسوف یعطیک ربک فترضی" اور فرمایا فلنولینک قبلتہ ترضھا اور فرمایا یغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک وما تاخر"

احادیث مبارکہ بھی ملاحظہ فرمائیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں دست مبارک اٹھا کر امت کے حق میں رو رو کر دعا فرمائی اور عرض کیا اللھم امتی امتی اللہ تعالیٰ نے جبریل کو حکم دیا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاکر دریافت کرو کہ رونے کا کیا سبب ہے باوجودیکہ اللہ تعالے داناہے جبریل نے حسب حکم حاضر ہو کر دریافت کیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تمام حال بتایا اور غم امت کا اظہار فرمایا جبریل امین نے بارگاہ الہی میں عرض کی کہ تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہیں باوجودیہ کہ وہ خوب جاننے والا ہے اللہ تعالیٰ نے جبریل امین کو حکم دیا کہ جاؤ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو کہ ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں عنقریب راضی کریں گے اور آپ کو گراں خاطر نہ ہونے دیں گے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک میرا ایک امتی بھی دوزخ میں ہے۔ میں راضی نہ ہوں گا۔

آیت کریمہ صاف دلالت کرتی ہے اللہ تعالیٰ وہی کرے گا جس میں رسول راضی ہوں اور احادیث شفاعت سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اسی میں ہے کہ سب گنہ گاران امت بخش دیے جائیں تو آیات و احادیث سے قطعی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضور کی شفاعت مقبول ہے اور حسب مرضی مبارک گنہ گاران امت بخش دیے جائیں گے اور البدور السافرہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ آخر میں فرمائیگا ارضیت یامحمد اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) راضی ہو گئے ہونا" آپ فرمائینگے ای رب قد رضیت ہاں یا اللہ خوب راضی ہوں۔

(۳) ان اللہ شاوزنی ربی فی امتی (خصائص کبریٰ) بے شک میرے رب نے میری امت کے بارے میں مجھ سے مشورہ کیا۔

(۴) حدیث سیدہ عائشہ صدیقہ عرض کرتی ہیں 'انی اری ربک یسارع الی ھواک (مشکوۃ) بے شک میں تیرے رب کو تیری خواہش کے لئے جلدی کرنے والا پاتی ہوں۔

(۵) یہی کلمات ابو طالب نے کہے تو حضور علیہ السلام نے تصدیق فرمائی۔ (خصائص کبریٰ)

سند الحدیث جلیل القدر علماء محدثین نے اس حدیث "کلھم یطلبون" الخ کو اپنی

تصانیف میں نقل کیا ہے اور اس پر اعتراض بھی نہیں کیا۔ علم حدیث کا قاعدہ ہے کہ تلقی از ثقہ بھی حدیث قابل حجت ہوتی ہے۔ اس کی مزید تفصیل فقیر کی تفسیر فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان کے حاشیہ آیۃ "فلنولینک" میں پڑھیے۔

اشکال کیسا طالب رضا کا یہ مطلب نہیں کہ خدا کچھ اور چاہتا ہے اور مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کچھ اور چاہتے ہیں بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے خود اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کو منتخب فرمایا جیسا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔

غلاموں کی شان نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل امتیوں کی یہ شان ہے جسے علامہ اقبال مرحوم نے بیان کیا کہ

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

نائب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم حضور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نائب اعظم اور خلیفہ مطلق ہیں کہ امور تکوینیہ ہوں یا امور تشریعیہ آپ جس طرح چاہیں فرما سکتے ہیں۔

امور تشریعیہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ اختیار دیا ہے کہ آپ جس چیز کو چاہیں واجب کر دیں اور جس چیز کو چاہیں ناجائز قرار دے دیں۔ حضور کے اس منصب خاص کے ثبوت میں بے شمار دلائل قائم کئے جاسکتے ہیں چند دلائل ملاحظہ ہوں۔

(۱) امام سیوطی نے فرمایا۔ بانہ یخص من یشآء بماشآء من الاحکام (خصائص کبریٰ ج ۲) امور شرع میں جسے چاہیں جس چیز کے ساتھ چاہیں خاص فرمادیں۔

(۲) امام شعرانی قدس سرہ العزیز نے فرمایا۔

وکان الحق تعالیٰ جعل لہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یشرع من قبل نفسی مایشاء (المیزان الکبری باب الوضوا)

ترجمہ کیونکہ اللہ عزوجل نے حضور کو یہ منصب دیا تھا کہ شریعت مین جو چاہیں اپنی طرف سے مقرر فرمادیں۔

اس مسئلہ کو سمجھنے کیلئے امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی تصنیف لطیف منۃ اللبیب بان التشریع بید الحبیب کا مطالعہ فرمائیے۔

امور تکوینیہ یعنی وہ امور جو تکوین سے متعلق ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام باذنہ تعالے چاہیں تو وہی ہو جو آپ چاہیں۔

(۱) ابن سعد حضرت یحی بن حماد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو کافروں نے آگ میں ڈال دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے آگ کو حکم دیا۔

یانار کونی برداً وسلاماً علی عمار کما کنت علی ابراھیم. (خصائص ج ۲ ۸۰)

ترجمہ۔ اے آگ عمار کے لئے تو اسی طرح ٹھنڈی ہو جا جس طرح حضرت ابراہیم پر ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ آگ فوراً سرد ہو گئی۔

(۲) حضرت سفینہ صحابی رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ آپ کو سفینہ کیوں کہا جاتا ہے جواب دیا کہ ہم ایک سفر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ تھے۔ صحابہ کرام کے پاس سامان زیادہ تھا انہوں نے اپنا سارا سامان میری چادر میں باندھ کر میرے سر پر رکھ دیا۔ صحابہ کرام کے اس فعل کو ملاحظہ فرما کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ سے فرمایا۔

احمل فانك سفينة فلو حملت من يومئذ وقر بعير او بعيرين او ثلثة او اربعة او خمسة او ستةً اور سبعة ماثقل علی

اٹھالو اس لئے کہ تم سفینہ (کشتی) ہو حضرت سفینہ فرماتے ہیں کہ حضور کے ان کلمات مبارکہ کا یہ اثر ہوا کہ اس دن سے میں ایک، دو، تین، چار، پانچ، چھ حتی کہ سات اونٹوں کا بوجھ اٹھا لیتا ہوں مگر کسی قسم کی گرانی محسوس نہیں کرتا۔ (حجتہ اللہ ص ۴۳۶)

امور تکوینیہ کے اختیار کی تفصیل کیلئے امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ العزیز کی کتاب "الامن والعلے" کا مطالعہ فرمائیے اور ان کے فیض سے فقیر نے دونوں مسئلے حاشیہ ترجمہ روح البیان المعروف فیوض الرحمٰن آیت انك لاتهدی من احببت کے تحت تحقیق سے لکھے ہیں۔

تتمہ

اس بحث کو امام احمد رضا خاں محدث بریلوی قدس سرہ العزیز کے اشعار مع شرح مرشدی مفتی

اعظم ھند علامہ مصطفیٰ رضا خاں قدس سرہ العزیز پر ختم کرتا ہوں۔

اشعار امام احمد رضا خاں قدس سرہ العزیز سے

انکے نام کے صدقے جس سے
جیتے ہم ہیں جلاتے یہ ہیں
اس کی بخشش ان کا صدقہ
دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں
ان کا حکم جہاں میں نافذ
قبضہ کل پہ رکھاتے یہ ہیں
قادر کل کے نائب اکبر
کن کا رنگ دکھاتے یہ ہیں
ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے
مالک کل کہلاتے یہ ہیں
انا اعطینک الکوثر ۵
ساری کثرت پاتے یہ ہیں
رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
رزق اسکا ہے کھلاتے یہ ہیں

(الاستمداد علی اجیال الاتاد ص ٦)

شرح مفتی اعظم قدس سرہ العزیز

نمبر ا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مردے جلانا ابھی گزرا اور دارمی کی صحیح حدیث میں ہے جاء کم رسول لیحیٗ قُلوباً غلفاً ویفتح اعینا عمیا ویسمع اذانا صماً ویقیم السنته عوجا تمہارے پاس یہ رسول تشریف لائے کہ غلاف چڑھے دلوں کو زندہ فرمادیں۔ اور اندھی آنکھیں انکھیاری کردیں۔ اور بہرے کان کھول دیں اور ٹیڑھی زبانیں سیدھی کردیں۔ قرآن عظیم میں ہے من احیا نفسا فکانما احیا الناس جمیعا جس نے ایک جان کو زندہ کیا گویا اس نے سب آدمیوں کو زندہ کیا۔ ائمہ دین فرماتے ہیں عالم جس طرح اپنی ابتداء میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا

محتاج تھا کہ حضور نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا یونہی اپنی بقامیں حضور کا محتاج ہے کہ حضور نہ ہوں تو کچھ نہ
ہو اس کے نصوص کتاب سلطنۃ المصطفیٰ میں ہیں۔ انسان و حیوان کی زندگی کھیتی سے ہے کھیتی کی
زندگی مینہ سے ہے تمام مخلوق کی زندگی پانی سے اور ان سب کی اور تمام جہان کی زندگی نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے ہے حضور کی زندگی ذکر الٰہی سے ذکر الٰہی کی زندگی حضور سے کہ حضور نے تشریف
لا کر اسے احیاء فرمایا۔ مطالع المسرات میں ہے ھو صلی اللہ علیہ وسلم روح الاکوان وحیاتھا نبی صلی
اللہ علیہ وسلم تمام جہان کی جان اور زندگی ہیں۔ اسی میں ہے قداتفقت کلمتہ اولیاء اللہ علی انہ
صلی اللہ علیہ وسلم سر اللہ المھتد فی الارواح بنسیمھا وتنسمھا لہ حیاتھا تمام
اولیاء کا اجماع ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے وہ راز ہیں جو سب روحوں میں پھیلا ہوا
ہے ھو صلی اللہ تعالیٰ علیہ خزانتہ السرو موضع نفوذ الامر فلاینفذ الامرا لا منہ ولا
ینقل الخیراہ منہ صلی اللہ علیہ وسلم خزانہ راز الٰہی و جائے نفاذ امر ہیں کوئی حکم نافذ نہیں
ہوتا مگر حضور کے دربار سے اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے مدارج شریف میں
ہے (معلوم شد کہ تصرف وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بتعریف الٰہی جل جلالہ وعم نوالہ زمین و
آسمان راشامل ست) اسی میں ہے (روز روز اوست و حکم حکم او بحکم رب العلمین) نسیم الریاض شرح
شفای امام قاضی عیاض میں ہے انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا حاکم سواہ فھوحا کم
غیر محکوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا مخلوق میں کسی کا حکم نہیں حضور حاکم کل ہیں اور
جہاں بھر میں کسی کے محکوم نہیں (۳) مواھب لدنیہ و منح محمدیہ میں ھے (اذا رام امرا
لایکون خلافہ ولیس لذلك الامر فی الکون صارف) حضور جب کوئی بات چاہتے ہیں وہی
ہوتی ہے اس کا خلاف نہیں ہوتا اور حضور کے چاہے کا جہان میں کوئی پھیرنے والا نہیں یہی خاص
رنگ کن ہے۔ صحیح بخاری میں ہے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور سے عرض کرتی ہیں
اری ربك یسارع فی ھواك میں حضور کے رب کو دیکھتی ہوں کہ حضور کی خواہش میں جلدی و
شتابی کرتا ہے۔ ائمہ کرام فرماتے ہیں اولیاء میں ایک مرتبہ اصحاب تکوین کا ہے کہ جو چیز جس وقت
چاہتے ہیں فوراً موجود ہو جاتی ہے جسے کن کہا وہی ہو گیا۔

مطالع المسرات میں ہے (قال الشیخ ابو محمد عبدالرحمٰن کل اسم من اسماء اللہ
تعالیٰ فعال فی الکون موثر فیہ بمایناسب معناہ ولللہ عباد اذا تحققوا باسمائہ

Imp

تکونت لهم الاشیاء کما اخبر تعالی عن نوح و عیسٰے ونبینا صلے الله علیه وسلم مما ورد قرآناً و سنتةً وهو جاء في اتباع الرّسل ایضاً مما لایعد کثرة) امام ابو محمد عبدالرحمٰن نے فرمایا اللہ عزوجل کا ہر نام عالم میں اپنے معنی کے مناسب نہایت فعل کرنے والا ہے اور اللہ کے کچھ بندے ہیں کہ جب اسماء الہیہ کے ساتھ متحقق ہوتے ہیں اشیاء ان کے لئے تکون پاتی ہیں جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے نوح و عیسیٰ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وعلیہما وسلم سے خبر دی جس کا ذکر قرآن وحدیث میں ہے اور یہ رسولوں کے پیروں میں بھی اس قدر کثرت سے جاری ہے کہ گنا نہ جائے اسی میں امام ابو العباس احمد اقلیشی کی تفسیر سے ہے (قال وهیب بن الوردو کان من الابدال لو قال بسم الله صادقاً علی جبل لزال والیے هذا اشار بعض اهل الاشارات فی قوله بسم الله منك بمنزلة کن منه)

یعنی وہیب بن ورد قدس سرہ کہ ابدال سے تھے فرماتے ہیں کہ اگر صدق والا پہاڑ پر بسم اللہ کہے پہاڑ ٹل جائیگا اور اسی طرف بعض اولیائے کرام نے اپنے اس قول میں اشارہ فرمایا کہ عارف کا بسم اللہ کہنا خالق کے کن فرمانے کی جگہ ہے اسی میں ہے۔ (وعدالحاتمی من الکرامات اسماء التکوین اما بمعرفة الاسمآء واما بجرد لان بسم الله منك حینئذ منز بمنزلة کن منه کزا اشار الیه بعض العارفین من اهل التکوین وهو صحیح یعنی امام محی الملة والدین حاتمی نے کرامات سے اشیاء موجود کردینے کے ناموں کو شمار کیا خواہ یوں کہ وہ اسم بعلوم ہو۔ جس سے شیٔ موجود ہو جاتی ہے۔ اسے لیا اور معدوم شے موجود ہو گئی۔ یا مجرد اپنے صدق سے کہ صادق کا بسم اللہ کہنا خالق کے کن فرمانے کی جگہ ہے۔ بعض اولیاء نے کہ خود اصحاب تکوین سے تھے اس کی طرف اشارہ فرمایا اور یہ صحیح ہے۔

(۴) بیہقی و ابو نعیم و حاکم وغیرہم کی احادیث میں ہے کہ توریت و انجیل دونوں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ہے اعطی المفاتیح سب کنجیاں انہیں عطا ہوئیں۔ الامن والعلیٰ میں بارہ حدیثوں سے ثابت کیا ہے کہ خزانوں کی کنجیاں، زمین کی کنجیاں، دنیا کی کنجیاں، نصرت کی کنجیاں نفع کی کنجیاں، جنت کی کنجیاں، نار کی کنجیاں، ہر شیٔ کی کنجیاں حضور کو عطا ہوئیں۔ علامہ فاسی رحمۃ اللہ تعالیٰ مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات شریف میں نقل فرماتے ہیں کل ماظهر فی العالم فانما یعطیه سیدنا محمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم الذی بیده

المفاتیح فلا یخرج من الخزائن الالهیّة شیٔ الا علی یدیه صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم جو نعمت تمام عالم میں کہیں ظاہر ہوتی ہے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی عطا فرماتے ہیں کہ انہیں کے ہاتھ سب کنجیاں ہیں تو اللہ کے خزانوں سے کوئی چیز نہیں نکلتی مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر ۔

خدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

(۵) شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں اللہ عزوجل زبور شریف میں فرماتا ہے امتلات الارض من تحمید احمد وتقدیه وملك الارض ورقاب الامم زمین بھر گئی احمد کی حمد اور احمد کی پاکی بولنے سے احمد ساری زمین اور تمام امتوں کی گردنوں کا مالک ہوا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امام احمد وامام طحاوی کی حدیث ہے اعشی مازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور میں نے عرض کی یامالك الناس ودیان العرب (صلی اللّٰہ علیه وسلم) اے تمام آدمیوں کے مالک اور عرب کے جزا سزا دینے والے۔

☆☆☆

ھذا آخر مارقمہ الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ
(بہاولپور پاکستان)

۲۳ ج ۲ ۱۴۱۹ھ

تعارف

استاذالعلماء۔ مناظرِ اسلام، رئیس الفتاواء، شمشیرِ بے نیام۔ تحریر و تدریس کے شہسوار حضرت علامہ مفتی حافظ فیض احمد اویسی مدظلہ العالیٰ آپ نے اپنی زندگی کا طویل حصہ دینِ متین کی خدمت میں صرف کیا۔ اور بہت سے بد دینوں اور گمراہ فرقوں کو نورِ ایمانی سے روشناس کرایا اور موجودہ زندگی میں بھی قرآن و حدیث کے نور کی روشنی امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دلوں میں روشن کرنے میں معروف بہ عمل ہیں۔

آپ نے تقریبًا ۶۷ سالہ زندگی میں تین ہزار سے زائد کتابیں تحریر فرمائی ہیں۔ جن میں تفاسیر سے لیکر کتابچہ تک اور مزید تحریر کے میدان میں مصروف ہیں۔ ان تمام کتابوں میں سے اس وقت تک تقریبًا ۸۰۰ کتابیں چھپ کر مکاتب تک پہنچ گئی ہیں۔ بقیہ کتابیں درھم (روپیہ) کی کمی کے باعث طبعات کے زیور سے قاصر ہیں اگر کوئی مردِ مومن اس کارواں کو آگے بڑھانے میں ہماری مدد کرنا چاہے تو مکتبۂ اویسیہ رضویہ (بہاولپور) میں رابطہ کرے یا محمد شاہ بخاری ٹرسٹ (کراچی) کے دفتر میں رابطہ کرے۔

اللہ تعالیٰ حضرت علامہ مفتی حافظ فیض احمد اویسی مدظلہ العالیٰ کی عمر دراز کرے اور اہلسنت والجماعت پر ان کا سایہ تادیر قائم و دائم رکھے۔

آمین

کتابیں ملنے کا پتہ

مکتبۂ اویسیہ رضویہ

سیرانی مسجد سیرانی روڈ

بہاولپور فون ۸۸۱۳۷۱

محمد شاہ بخاری ٹرسٹ، محمد شاہ بخاری اسٹریٹ کھارادر کراچی فون ۲۰۴۵۷۵ ، ۲۰۲۳۲۳

پی او بکس نمبر ۷۰۲۷